

محلہ
مدینہ
عمراس
ملاوری
رضوی



از قلم بلاغت رقم خبابید منظر حسین صاحب بی اے منشی ضعیف

جے

انجمن معین الاسلام لاہور نے برائے
افادہ مسلمین طبع کر لکھ مفت تقسیم کیا

عمر محمد سلیمانی

(مطبوعہ گریجویٹ پریس لاہور)

مُقَدَّمَةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سید مظہر حسین صاحب بی۔ اے نقشب قاضی لاہور

کے اُن چند نوجوانوں میں سے ہیں جو کسب معاش سے چند گھنٹوں میں فارغ ہو کر باقی وقت خالصاً لوجہ اللہ خدمتِ دین و اصلاحِ مسلمین میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اسکا اجر خدا پر چھوڑتے ہیں۔ گذشتہ پانچ سال آپ کا خیر قلم دشمنانِ صحابہ کرام کے حملے روکنے میں مصروف رہا ہے۔ جب اوسکی رودانی نے دشمنوں کے طعن و تشنیع کی گردنیں کاٹ کر الگ کر دیں اور بزرگانِ دین کے اعدا کے بغض و تعصب کی کالی گھٹائیں جو مطلع لاہور کو مکر رہی تھیں پھٹ چکیں اور اسلام کی واجبِ تعظیم ہستیوں کے نورانی چہرے اپنی ضوِ فگنی سے چشمِ حسود کو خیرہ کر چکے۔ تو مسلمانوں کا ایک اور قسم کے دشمنانِ بزرگان سے سامنا ہو گیا۔ یہ دشمن روافض کی طرح زبان سے گالی نہیں لگاتے بلکہ بزرگوں کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر انہیں اُن کے آثارِ مبارکہ سے دشمنی ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ اُنکو کوئی نشانِ پیش نظر ہے۔ اُن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو باب کو گالی تو نہیں لگاتا مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ پدر بزرگوار خوش پوش نظر آئیں اور جب وہ انہیں بیاس زبیا دیکھ لیتا ہے تو اُن کا قبہ وجہ الگ کر کے انہیں عریان کر دیتا ہے۔ مبادا کہ پُر وقار شکل اُنکی تعظیمِ دل میں پیدا کر کے اسے شرک بنا

صاحبان! یہ نرالی قسم کے دشمن نجدی و مابنی ہیں۔ جنہوں نے طائف میں بیدریغ خونِ مسلمین بہایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے روضہ منور کو کرایا۔ اور مکہ معظمہ میں مساجد و مقابر و آثارِ متبرکہ کو منہدم کر دیا۔ جب اس تہلکہ عظیمہ کی خبر ہندوستان میں پہنچی تو ہمارے سیاسی اخباروں نے اسکی تکذیب کی اور بتایا کہ ابن سعود ایسا بے وقوف نہیں ہے کہ ایسی حرکتِ شنیعہ کا مرتکب ہو کسی عینی شہادت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جب حاجیوں نے اگر ان مظالم اور بے ادبیوں کی تصدیق کی۔ تو بہت سے حضرات جو محض لوجہ اللہ بے غرضانہ قومی کام کر رہے تھے نجدیوں سے اظہارِ بیزاری کرنے پر مجبور ہوئے۔ مگر جنگِ وجہ و قبہ و انعام و اکرام ملنے کی امید تھی وہ سراپا نجدیت بن گئے۔ اور نجدیوں کی سفایکوں کے جواز میں فتوے اور مضامین لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے دھڑلے سے مسلمانوں کو قتل اور مقاماتِ مقدسہ کے گرانے کو جائز ثابت کیا۔

سید مظہر حسین صاحب کے قلم میں خدا نے زور بخشا ہوا ہے اور وہ جس مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں اُسے نہایت معقولیت سے نبھاتے ہیں۔ احباب کا تقاضا ہوا کہ سید صاحب جوازِ تعمیرِ قبب اور مساجد و آثار کے انہدام کے خلاف عقل و نقل سے بحث کریں اور حق بات بلا تاویل کہیں۔ چنانچہ آپ نے نہایت ہر بانی سے فرمائش احباب کو پورا کیا۔ اور تحقیقِ امتیق سے یوفیقِ ایزدی جو ان کے رفیقِ حال رہی مسئلہ قباب پر ایک جامع و مانع بحث کی جو نذرِ مسلمین ہے۔ یہ تحریر ایک انگریزی خوان کے فکر کا نتیجہ ہے جس نے مخالف موالف کے دلائل کا مطالعہ کر کے علماء کرام سے استصواب کے بعد محض

تبلیغ حق کے لئے یہ مضمون قلمبند کیا ہے۔ امید ہے کہ انگریزی خوان
حنفی نوجوان جو نجدیوں کے نکر کا شکار ہو رہے ہیں اسے بغور پڑھ کر ایسی
قوم سے بیزاری ظاہر کریں گے جس نے مقامات متبرکہ کے اہدام سے
صحیح العقیدہ مسلمانوں کے دل دکھائے ہیں۔

افسوس! کہ جس شہر اور اسی میں واقع مزارات صحابہ کرام کی اللہ
تعالیٰ قرآن مجید میں رہا ہے۔ فَلَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حَلَّ
بِهَذَا الْبَلَدِ اور فَلَا أُقْسِمُ بِوَأَقْبَحَ التَّجْوَرِ انہم قسم کھائے
نجدی اسی بلدا میں کی حرمت توڑیں اور آثار بزرگان کو مٹائیں دے گا
کہ قادر توانا جس طرح سوا سال پیشتر اس متعصب قوم سے زمین حجاز کو
پاک کر دیا تھا اب بھی کرے اور بے ادب اپنی کيفر کو اکر پہنچیں +

(وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ)

(یعین الاسلام لاہور)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نجدی مظالم پر نام نہاد خلافتیوں کی پریشانی

اوپر شش نجد و حجاز میں ابن سعود اور اسکی وحشی افواج نے طائف
شریف اور مکہ معظمہ میں جس بربریت و جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ
اظہر من الشمس و این من الامس ہو چکا ہے۔ اور قومی اخبارات میں
ان کے مظالم پر اس قدر شد و مد سے بحث ہو چکی ہے کہ اب ضرورت
نہیں رہی کہ ان کی صداقت کے لئے کوئی مزید ثبوت پیش کیا جائے۔
ابن سعود کے بہترین ہوا خواہ جتنا مذہب اپنے مدوح کے ظالمانہ اور
غارتگرانہ افعال کی پردہ پوشی پر منحصر تھا۔ باوجود اپنی تمام طاقتوں کے
صرف کے بھی اس حقیقت نفس الامری کو پوشیدہ اور مستور نہیں کر سکے
اور وہ واقعات جنکے انہما کے لئے چلاتے چلاتے ان کے گلے بیٹھ گئے
آخر ظاہر ہو کر رہے اور انہیں بھی بعد خرابی بصرہ اقرار ہی کرنا پڑا۔ اول
اول جیب اسکے مظالم بدرجہ برقیات آشکارا ہوئے شروع ہوئے۔
اور صحیح العقیدہ مسلمانوں میں اس کے متعلق نفرت و تقاربت کے جذبات
بر ابھرنے ہوئے لگے تو سعودی پٹھوں نے ان برقیات کو شریعتی پردہ پاغذا
کا موید قرار دیا۔ بلا حجت و دلیل انکی تکذیب پر مکرستہ ہو گئے اور ان
اخبار کو ابن سعود کی فراست معاملہ فہمی اور حسب اسلام پر ایک ناپاک
اور سفیدانہ حملے سے تعبیر کیا گیا۔ اور ابن سعود کے مخالفین سے اپیل کی
گئی۔ کہ وہ ان ہونی باتوں کے وہم و خیال سے اپنی طبائع کو مکرر

نہ کریں۔ کیونکہ ایسے افعال شنیعہ و جرائم مذمومہ کی نسبت ابن سعود
جیسی ہستی کی طرف جوہرہ تن فوائد عظیمہ و مقاصد ملیہ کی تکمیل میں نہایت
پے متبع الوقوع ہیں۔ اور بالخصوص حالات حاضرہ کب اس امر کی اجازت
دیتے ہیں کہ ابن سعود جیسا معاملہ فہم اور زیرک مدبر مسلمانان عالم کی
تالیف قلوب منظور ہے۔ اپنے مقصد کے علی الرغم اُن میں منافرت
و نفاق کی تخم ریزی کرے۔ لیکن اخبار جو مختلف ذرائع سے ہندوستان
میں پہلے درپے موصول ہوئے مسلمانوں کے خرمین صبر پر بجلی گرا رہے
اور سعودی پھوٹوں کی گسترہ بساط کوالٹ دینے میں کامیاب ہوئے
خلافت کیلپی نے بھی جو ابھی تک اپنے مسلک پر استواری سے قائم تھی
اس امر کو محسوس کیا کہ مزید بے التفاتی کسی طرح بھی ممکن نہیں اور ایسی
موثق و معتبر خبروں کی نگاہ بنی قیاس پر گز مسلمانان ہند کے لئے باعث
تسلیم نہیں ہو سکتی چنانچہ وہ بھی ان خبروں سے بے چین ہوئی اور
اس نے کوشش کی کہ مسلمان فریقہ حج ادا کرنے کے لئے ضرور حجاز کو
جائیں۔ اور واقعات کا مشاہدہ کریں اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے
اُس نے ایک وفد بھی مرتب کیا کہ وہ دیار حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو جائے۔ حالات حاضرہ کا مشاہدہ کرے۔ اور حکومت جدیدہ سے تبادلہ
خیالات کے بعد ہندی مسلمانوں کے لئے بلا کم و کاست واقعات صحیحہ
کی ترجمانی کرتے ہوئے اس ہم فرض کی ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل کرے
تاکہ اُن بے بنیاد الزامات کا جو اس کے زعم میں ابن سعود کی ذات پر عائد
کئے جا رہے تھے بطرز احسن ازالہ ہو جائے اور مسلمانوں میں اقراق و انشقاق کی
نوبت نہ آئے اسی ضمن میں سعودی ہلو خواہ یہ دعوے بھی کرتے تھے کہ حجاج
کی واپسی اس شریفی پر و پائے کا تار و پود بکھیر دیگی دودھ کا دودھ اور پانی
کا پانی الگ ہو جائے گا۔ اس لئے ظاہر کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانان ہند باہر

دست و گریبان اور پاد آتش ہوں اور اپنے مفاد کو ماتھے سے کھو بیٹھیں جسکی
نمائی بعد میں ناممکن ہو جائیگی اور انہیں بحر تحسّر و افسوس کے اور کوئی چارہ ہوگا
قصہ مختصر وہ انتظار کی گھڑیاں گزر گئیں۔ حجاج اور وفد خلافت کی واپسی
نے مسلمانوں کے مجروح دلوں پر نمک پاشی کی۔ اور وہ تمام امیدیں جو اپنی
ذات سے وابستہ تھیں مہربانکرہ گئیں وفد خلافت جو صحیح خبروں
کی فراہمی و اشاعت کے لئے کیا تھا واپسی کے بعد ایسا چپ ہوا کہ اسکی خاموشی
معنی خبر تو گئی اراکین وفد نے انفرادی طور پر جو کچھ بھی کہادہ ابن سعود کے حق
میں مفید نہ ہو سکا۔ وفد خلافت کی مرتبہ رپورٹ جو مبنی بر حقائق اور ابن سعود کے
منظالم کی داستان سے مالا مال تھی خلافت کیلپی کے آغوش حمایت میں
ایک مدت تک مستور رہی۔ اور خداوندان خلافت کیلپی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ
اس امانت کو اسکے حقداروں تک جلد ز جلد پہنچا دیں۔ بلکہ وہ اس پر غاصبانہ تصرف
کئے بیٹھے رہے اولیٰ پنی گوناگون مصلحتوں کے باعث مسلمانان ہند پر
 واضح کرتے رہے کہ

خاموشی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حاجیوں کے چشم دید حالات بیان کی تکذیب

حجاج کے بیانات ہندوستان میں مختلف مقامات پہنچے اور سوائے
چند جزئی امور کے انہی معلومات طائف شریف اور بلد الحرام کے
متعلق نہایت اہم انگیز اور رقت خیز تھیں۔ طائف شریف میں غیر مصافی
مسلم آبادی سے بد عہدہی۔ ان کا قتل عام آب و دانہ کی بندش مستورات
کی بے حرمتی۔ مکہ معظمہ میں انہدام مساجد و آثار و مزارات کی توہین۔ تبوری کی
لوٹ و غارتگری وغیرہ وغیرہ کی خبریں ایسی تھیں کہ مسلمان اُن سے متاثر نہ ہو

یا ٹھنڈ سے دل سے ان کو برداشت کر لیتے۔ یہ بیانات چونکہ خلافت کیٹی کے لئے جو اب سعودی پروپاگنڈا کے لئے سرزمین ہند میں ایک واحد انجینی کا قالب بٹھا ہوا چکی تھی۔ نہایت مضر تھے۔ اور امیر واضح کر رہے تھے کہ کارزدست رفت کا معاملہ ہے۔ اسلئے خلافت کیٹی نے اب نئے پر پرزے لٹکائے اور اپنی نئی شان توہم میں کمال بے باکی سے وہ اس طرح بیان ہوئی کہ دیدہ و درتھویر حیرت انگیز ہر زائر بیت اللہ کی تزیین ہونے لگی انہیں نہایت ناپاک حملے کئے گئے عام جلسوں میں انکی نیت و ایمان کی خرابی پر بحث قائم کی گئی۔ بلکہ بعض پرچوش و طیفہ خواران خلافت نے تو یہ ثابت کر نیکی کو شش کی کہ عام طور پر مسلمان صرف اسلئے حج کو جاتے ہیں کہ اپنے سابقہ گناہوں کی گنہگاری دہاں چھوڑ آئیں اور حج سے واپس آنیکے بعد از سر تو میدان معصیت میں گامزن ہوں غریب حجاج نے قبلہ کو ہرگز اور قرآن مجید کی قسمیں کھا کھا کر جسکے بعد کسی سومن کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ سکتی یقین دلا نا چاہا۔ کہ انکا بیان کذب و مبالغہ کی آمیزشوں سے پاک ہے لیکن ابن سعود کی آستان یوسی نے سعودی ایجنٹوں کو نہ تو قرآن ہی کا قائل رکھا اور نہ ہی حسن ظنی کے وصف کے پاس جو ہر مسلم شیعہ ہونا چاہئے پھٹکنے دیا۔ بلکہ انہوں نے یہی چاہا۔ کہ ان کے آوازہ حق کو اپنے شور و شغب سے دیاویں۔ لیکن جاعا الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کا جلوہ دکھائی دیا۔ اور وہابی ایجنٹوں کا جادو نہ چل سکا +

لیڈروں نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا کچھ پاس کیا

چاہئے تو یہ تھا کہ جب خود خلافت کیٹی کے بعض اراکین کے بیانات ابن سعود کی سفاکانہ فرمانروائی کے مصدق تھے۔ اور حق بھیجیں کر ہوا

ہو رہا تھا۔ تو خداوندان خلافت کیٹی جو لیڈران قوم کی صف اول میں تھے اور اپنی رائے کی اصابت پر اعتماد رکھتے تھے۔ اس نازک وقت میں عام مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا احترام اور ان کے رنج کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے انکے تیز زہ قومی کو پرالندہ ہونے دیتے ان کی تالیف قلوب کی کوئی سبیل نکالی جاتی ان کے مجروح دلوں پر ہمدردی کا پھل مار رکھا جاتا ابن سعود کے مظالم پر اظہار نفرت کر کے آئینہ کی حقیاط اور گزشتہ کی تلاقی کا سامان بہم پہنچانے کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز کیا جانا۔ کہ مسلمانوں کے لئے سکون کا باعث ہوتا۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لیڈر مسلمانوں کے مد مقابل بن گئے اور جن سے ہر کی توقع تھی وہ سنگم لگے اور یہ اسلئے کہ ابن سعود انکی نگاہوں میں معصوم اور ترترہ عن الخطا تھا انہوں نے اس میں ایک شان الوہیت پیدا کر رکھی تھی جسکا ترک کرنا ان کے لئے خسر الدنیا والآخرہ کا حکم رکھتا تھا۔ جب کسی نے نجدیوں کے مظالم اور خطا کاریاں منوا دیں تو نجدی پٹھوؤں نے نہایت بے ادبی اور بے حیائی سے کام لیکر و افض کے انداز میں جواب دیا۔ کہ کیا اس سے بڑھکر صحابہ کرام سے رمواذ اللہ خطائیں نہیں ہوئیں۔ اہل ہندی نجدیوں نے اپنے ہادی کی حمایت اور ملک حالی میں اس مذہبی رواداری اور اسلامی ہمدردی کے اصول کو جسکی اشاعت و تبلیغ میں انکی عمر کا ایک تہ حصہ صرف ہوا تھا طرفہ العین میں طاق نیان کے سپرد کر دیا۔ اور حق مسلمانوں سے اتنی رواداری بھی جرتی جتنی کہ وہ بار بار امدان وطن سے برت چکے تھے۔ بلکہ وہ اپنے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انکے ساتھ جہا د باللسان و القلم کرنے لگے۔

خلافتی الحادیث کی مشرک اور حرکات

خداوندان خلافت کیٹی اور ان کے مقتیان عظام نے جو نغم خود سے

پڑھکر عاملان حدیث شریف ہیں۔ اس امر کو اگر کر لیا کہ مشرکین مسجد میں آئیں اور منبروں پر بیٹھ کر سیاسی تقریریں کریں۔ انہوں نے خاشی اختیار کی جب مسلمانوں نے کھار کے جنازے اٹھائے۔ اور ان کے مرگھٹ تک گئے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کو اسوقت پیش نہ کیا۔ جب ذبیحہ بقر کے امتناع کا حکم جاری ہوا انہوں نے ہنود کا جھوٹا پانی پینا جائز رکھا۔ رام لیلہ کی شرکت کو مباح جانا۔ خانہ خدا میں بندے ماترم کے غصے جیکر سے مسلمانوں سے لگوائے گئے تو کوئی تعرض نہ کیا۔ مہاتما جی کو کاندھوں پر اٹھانا اور باپو جی بلکہ خداوند پکارنا عین ثواب جانا۔ ان کے سامنے سجدہ کرنا مباح سمجھا۔ پردے کی ہسم کو خیر باد کہا گیا۔ عرض ہر قسم کے فسق و فجور کا ارتکاب جائز سمجھا۔ لیکن حقیقی مسلمانوں کی محبت و ارادت جو انہیں بزرگان دین سے ہے۔ انہیں برداشت نہ ہو سکی اور از روئے مذہب انہی دلی آرزو ہے کہ قبیلہ کا وجود ہی دنیا میں باقی نہ رہے تاکہ انہیں سکون قلب حاصل ہو +

سعودی پٹھوؤں کی وفات گنگواری

ان قبہ جات کے ساتھ وہ ان مآثر یا جسٹا کینڈم بھی فتوے دے رہے ہیں جو انہیں کے آرام اور عبادت اللہ جل شانہ و علم نوالہ کی عرض سے فرارات یا مآثرات کے قرب و جوار میں بنائی گئی تھیں اور پھر اسی پر انکشاف نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نجدی پیرومرشد کی کورانہ تقلید میں اس درجہ مہمک ہوئے ہیں کہ طعن و تشنیع کے تیرے بھالے سنبھا لکر میدان دل آزاری میں اترا آئے ہیں اور حقیقی علما و پرہیزگیاں اڑانا اور صوفیائے کرام کو سب و شتم کرنا عین خدمت اسلامی و عبادت الہی تصور کر رہے ہیں۔ وصل کی جگہ فصل کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ اور سینکڑوں صفحات قرطاس مساجد۔ مآثر اور فرارات کی دشمنی و توہین میں اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر رہے ہیں حقیقی مسلمان

رحمۃ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اخبار مذکور کا یہ دعوے جس قدر صداقت سے لبریز اسکا اندازہ اسی کے ایک اقتباس سے بہتر طریقہ پر ہو سکتا ہے جسے آج سے تقریباً ۵ سال پیشتر شائع کیا تھا۔ وہ ہوندا۔

اخبار زمیندار
مورخہ ۱۳ جون ۱۹۲۰ء

”ہمارے قبلہ کو دہائیوں لوٹ لیا“

حائل وسط عرب میں ایک زبردست امارت ہے جسکے فرمانروا امیر ابن رشید کے قتل کی افسوسناک خبر پچھلے دنوں بعض انگریزی اخباروں میں چھپی تھی۔ خدائے قدوس امیر مقتول کو اپنے جوار مغفرت میں جگہ دے۔ لندن ٹائمز اپنی ۱۰ مئی کی اشاعت میں امیر مغفور کے واقعہ قتل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ”دوران جنگ میں ابن رشید ترکوں کا حلیف تھا۔ اور امیر ابن سعود دو فرقہ دہائیوں کے امیر ہیں دول متحدہ کی طرف داری میں اس سے برسر پیکار تھے ابن رشید کا خاندان کئی نسلوں سے قاتل کے خنجر کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اور شاید اب بجز ایک طفل شیرخوار کے ابن رشید کی نسل بالکل ہی شلگنی ہم چاہتے ہیں کہ ٹائمز کا یہ حاشیہ طول و عرض مہذب پوری طرح اشاعت پذیر ہو۔ اور حکومت ہند کے وہ برطانوی مدیر جن کی ہانگ کو بھی لفظ و بائی سننے ہی خون اترتا ہے اسے بغور پڑھیں تو ہب اس خاکدان ہند میں تقریباً ۵۰ کا دشمن سمجھتا رہا ہے اور لفظ و بائی سے انگریزوں کو ایسی چڑ ہے کہ خود بچا رہے دہائیوں نے اپنی خیر اسی میں دیکھی ہے کہ جب انگریزوں سے میں تو اپنے آپکو اہل حدیث ظاہر کریں۔ انگریزوں نے بھی انہی اشک ثبوتی اس حکم کے اجاڑے کر دی ہے کہ کسی نسل آدمی کو دہائی کہہ کر اسکی دل آزاری نہ کی جائے اسلئے کہ یہ لفظ فرد اور بغاوت کا مترادف ہے۔

مقام شکر ہے کہ جناب شیخ نجد (کہ ابن سعود نجدی ہی کے امیر ہیں) نے جنگ میں برطانیہ کا

کا ساتھ دیکر ان تمام پرانے یکنوں کو جو دہائیوں کی طرف سے انگریزوں کے سینے میں ٹپ رہے
نے میٹ دیا اور انگریزوں پر نہایت کر دیا کہ وہابی پال کا جہاد ہی نہیں بلکہ صلیب کا جہاد بھی
کر سکتے ہیں۔ اور اسلئے ان سے بدگمان ہونا درست نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ نجد اور ملک الحجاز دونوں کے لئے ہماری سرکار کے خزانے سے پیش قرار
و وظائف کا اجرا ہوئیو الا یہ چنانچہ دارالعوام میں مسٹر پامر کو جواب دیتے ہوئے مسٹر مارفورتھ نے
ایک ہفتہ ہوا بیان کیا تھا کہ فرمانروایان نجد و حجاز کو سرکاری وظائف دئے جانے کا مسئلہ
زیر غور ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گا کہ ابن سعود وہابی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور ضمایہ بھی
ظاہر کرتا ہے کہ وہ منافق اسلام و فواید الہی کی خاطر کفر و شاذ جہاد کر چکا ہے۔ شریف
حسین اگر ترکوں کا غدار اور اسلام کا دشمن سمجھا جاتا ہے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ابن سعود جسکے جرائم
کی فہرست شریف حسین سے بدرجہا بدتر ہے کسی بنا پر "غازی ایدہ اللہ نصیرہ" کا غدار ٹھہرایا
جا رہا ہے۔ کیا اسلئے کہ اسنے آج تک سوائے خون مسلم کے اور خون حرام سچا ہونے یا غیبی
کووندٹ کے ادلے سے اشارہ پر ہر راز مسلمانوں کو خاک و خون میں ملا دیا ہے اگر مسلم کسی
ہی جہاد اکبر ہے اگر خلیفہ وقت کی دشمنی از روئے احادیث سنت ہے اگر کفار کی مدد اور
دیوزہ گری ایک اسلامی فرض ہے اور یہی اوصاف ایک غازی میں ہونے
چاہئیں تو شریف حسین اور ابن سعود کا کچھ مقابلہ نہیں۔ مگر انصاف متقاضی ہے کہ شریف
حسین کو بجائے سب دشمن کرنے کے کم از کم ادنیٰ درجہ کا غازی یا مؤمن تو تسلیم کر لیا جائے
کیونکہ اس گناہیت کہ در شہر شافیر کنند

انبار زمیندار نے ابن سعود کو جہاد و لعن و طعن بنایا ہے آج تک اسکا عشر
عشر بھی کسی جریدہ میں اسکے خلاف نہیں لکھا گیا۔ اور اگر زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو اخبار
زمیندار مطبوعہ ۴-۵-۱۰-۱۱-۱۲ فروری ۱۹۲۲ء کے پرچے اٹھا کر ناظرین دیکھیں
جسکے ملاحظہ سے معلوم ہو گا کہ ابن سعود انگریزوں کا بھٹو۔ انکا وظیفہ خوار۔
رسو خورد۔ دشمن اسلام۔ تنگ دلت اور اسلئے درجہ کا غدار ہے۔ یہ ہے اخبار زمیندار

باوجود خداست پرست ہونیکے کفر پرست کہا جاتا ہے اور پھر ان سے توقع
بھی کیجاتی ہے کہ وہ دم نہ ماریں اور ایک بے بسی و بیکیسی کے عالم میں
خلافت کیٹی کی استبدادی حکومت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لیں اس
تمام کاوش و جدوجہد کا جسکی ہی نتیجہ مترتب ہوا ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ
بن گئے ہیں۔ جسکے درمیان خلیج مغارت دن بدن وسیع ہو رہی ہے۔
ان کی قوتیں منتشر ہیں اور وہ کسی مفید کام کے سر انجام دینے کے قابل
نہیں رہے۔

اے روسیاء تجھ سے نہ اتنا بھی ہوسکا

سعودی ایجنٹ بیان کرتے ہیں کہ اگر ابن سعود کے ان ناپاک افعال کی
اس شد و مد سے حمایت نہ کی جاتی تو غلب گمان تھا کہ حنفی مسلمان
حکومت انگریزی سے مداخلت کی التجا کرتے اور آج قشون نصارے حجاز میں
ابن سعود کے خلاف نبرد آزما ہوتے۔ خدا جانے یہ خیال خام کس کس دماغ
میں ولایت ہو چکا تھا۔ کہ انگریزوں سے استمداد و استعانت کے وہم کا
بھوت اس سے جدا نہ ہوسکا۔ یہ امر بدیہات میں سے ہے کہ آج تک حنفی
مسلمانوں نے باوجود اس شدید مخالفت کے اس امر کا خیال تک بھی نہیں
کیا کہ بلکہ آل انڈیا حنفی کانفرنس منعقدہ لکھنؤ نے عقبہ و معان پر عیسائی تسلط
کے خلاف نہایت آہنگی سے صدارت احتجاج بلند کی ہے لیکن خلافت
کیٹی سے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ وہ بھی ایک جلسہ کر کے محبت حجاز کا ثبوت دیتی

خسرو سے خواستگارئی شیریں میں کو کہن
بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو دے سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاء تجھ سے تو کچھ بھی نہ ہوسکا

حالانکہ خلافت کبھی کا یہ اہم فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اس طرف متوجہ ہوتی۔
لیکن ہماری کمیٹی کے صدر مسٹر ظفر علی خان ایسا کیوں کرنے وہ انگریزوں کی مخالفت
اک وقت معین تک ترک کر چکے ہیں اور حنفی مسلمانوں سے استفادہ برہم ہو رہا ہے
ہیں کہ عیاداً باللہ وہ دنیا و فیہا سے بے خبر ہو کر اب اسی صحن میں ہیں۔ کہ حنفی مسلمان
تا بود کر دیا جائے۔ اور سرزمین حجاز کے بت (مقامات مقدسہ) توڑ دئے جائیں
سیحان اللہ ع۔ ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہ ہو

ابن سعود کے مظالم کی کھانی اسکے حامیوں کی زبانی

ابن سعود کے مظالم کی فہرست اسلامی نگاہ سے نہایت طویل ہے اگر
شریف حسین نے اسلام کو شہیم زخم پہنچایا۔ تو ابن سعود نے بھی تحریک دین
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ ہر ظلم کی تفصیل بجائے خود ایک دفتر
ہے۔ جسکے بیان کی اس مختصر ساری میں گنجائش نہیں لیکن اہدام مساجد و
مآثر و مزارات کا سب سے زیادہ مایہ التزاع ہو گیا ہے تقاضا کرتا ہے
کہ آپ کسی شرح و بسط سے گفتگو کی جائے اور تصویب کا دو سرا بھی جو ظالمین
اہدام مساجد و مزارات نے آج تک کسی خاص نیت سے چھپانے کی کوشش
کی ہے حتیٰ بین نگاہوں کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ وہ موافق و مخالف
پہلوؤں پر غور و تعمق فرما کر کوئی صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔

سب سے اول یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعود کے مذہب کو واضح
کر دیا جاوے تاکہ وہ غلط فہمی جو حامیان ابن سعود نے عام مسلمانوں میں
اسکے مذہب کے متعلق پھیلا رکھی ہے اور جسکی آرٹیں وہ نہایت فریب دہی سے
مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آشکارا ہو جائے اور حنفی مسلمان بوجہ لاعلمی
کے فریب نہ کھائیں۔ اخبار زمیندار نے بار بار دعویٰ کیا ہے کہ ابن سعود
اہلسنت و الجماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ مفقہ ہے اور امام احمد حنبل

راست بیانی اور صداقت پر وہی خلافت کمیٹی کی مجلس متعلمہ میں دہائیت کی کثرت
نے زمیندار کے عقائد پر بد مذہبی کا رنگ چڑھایا اور یہ نام نہاد لیڈر بجائے اسکے کہ وہ
کو اپنی طرف راغب و مائل کرنا ہے مذہب کے معاملہ میں ایسا بودا ثابت ہوا کہ خود انہیں
جذب ہو گیا اور ۳ برس کا دل بن سعود کی مخالفت کر کے اور اسکو ہزاروں صلواتیں سن کر
آخر اسکو اپنا مہدی تصور کرنے لگا۔

ابن سعود نے کب توہم سے توبہ کی

مذکورہ بالا تجزیرات ثابت کرتی ہیں کہ ۱۹۲۲ء تک تو ابن سعود دہائی تھا لیکن
اسکے بعد اگر کوئی اسلامی ریاض دار الخلاۃ نجد میں قائم نہ ہوا اور ابن سعود نے بعد غور
و خوض توہم سے توبہ ہو کر حنبلی مذہب اختیار کر لیا تو نہ ہمیں اسکا آج تک علم
نہیں ہوا۔ اخبار مذکور کا بار بار اسکو اہلسنت و الجماعت ظاہر کرنا محض مسلمانوں کی
فریب دہی کے لئے ہے۔ اور تبدیلی مذہب کا یہ گرما گرم کچھ خاص زمیندار کے مطمح سے
پاک کر تیار ہوا ہے جو اسی کے لئے لہزد ثابت ہو سکتا ہے۔

ابن سعود کا عہد حکومت اہل حجاز کے لئے (نحوہ باللہ) بمنزلہ خلافت راشدہ
کے بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسکو داعی البعثت و الکفر کے خطاب سے مخاطب کرنا خلافتی
لیڈروں کا روزمرہ ہوجا ہے اسکے حسن انتظام کی تعریف کرتے کرتے ان کے پورے شک
ہو رہے ہیں اور لبیا اوقات اس تعریف میں استفادہ غلو سے کام لیا جاتا ہے کہ وہ توصیف
اسکی جو طرح ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ نمازندگان خلافت و جمیعت العلماء کے چشم دید حالات
جو زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے اخبار مذکور میں ۱۳۔ اگست ۱۹۲۵ء کو شائع ہو
میں لکھا ہے۔

ابن سعود کا مجرم تو از جیلخانہ

یہاں (مکہ معظمہ) کے انتظامی امور میں مجھے دو چیزیں خاص طور پر نظر آئیں ایک
جیلخانوں کا انتظام اور دوسرے عدالتوں کی حالت۔ اول الذکر کے متعلق انہوں نے
کہا کہ شریف کے زمانے میں جیلخانہ کیا ہوتا تھا۔ گویا کلکتہ کا بلیک ہول تھا۔ ایک لڑکا

جس کی پشت کے حصہ میں سزا یافتہ قیدی نہایت اذیت اور تکلیف کی حالت میں رکھے جاتے تھے۔ لیکن اس سے بھی بدتر آگے کی جانب ایک تہ خانہ یا زمین دوز کو ٹھہری تھی جسے وہاں قیویا گنہگار کہتے ہیں اسکا راستہ اسطرح سے رقع تھا کہ پہلے بالائی منزل گجائے اور پھر وہاں سے راستہ ایک گوتہ کی طرف کو آتا ہے جس میں صحن یا باہر کی طرف کوئی کھڑکی نہ تھی۔ اوپر وہاں سے ایک پریچ زینہ اندر کی طرف کو جاتا ہے اور سامنے ایک نہایت گندی تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی جہیں ہوا اور روشنی کا نام بھی نہ تھا۔ اور جہیں کل ۱۷ آدمیوں سے زیادہ کی جگہ تھی یہ قیویا گنہگار میں ہر وہ شخص جس نے جہاں شریف کے خلاف زبان کھولی فوراً اس میں بند کر دیا جاتا۔ اسی خانہ میں وہ لوگ جو زکوں کے ہوا خواہ ہونے بند کر دیے جاتے۔ اور وہ اسی میں گھٹ کر مر جاتے۔ ایسی لوگوں کی تعداد جو اسمیں مرے ہزار بتائی جاتے ہے۔ نہایت گان کا بیان ہے کہ ہم صرف چند گھنٹے اس تہ خانے کے سامنے کھڑے رہے اس عرصہ میں ہمارا دم گھٹا جاتا تھا۔ اور نیمبراسکی ناگواری کا اثر دور دور تک برابر رہا۔ حافظ وہبہ صاحب جو دہلی میں خدام کعبہ کے رکن رہ چکے ہیں اور آج مکہ میں نائب السلطان ہیں۔ فرماتے تھے کہ وہاں سانپ بچھو بھی رہتے ہیں لیکن کوئی ایذا نہیں پہنچاتے (دعا بگائے اس حالت ہونے کی وجہ سے ان کے دوست بجاتے ہیں۔)

لیکن اب زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ سلطان ابن سعود نے سب سے پہلا کام یہ کیا ہے۔ کہ اس تہ خانہ کو بند کر دیا۔ اور اس میں ایک شخص جو عرصہ سے محبوس تھا۔ اُسے آزاد کر دیا۔ اب جیل خانہ کی یہ حالت ہے کہ اچھا خاصہ صاف ستھرا مکان ہوتا ہے جس میں تکلیف و اذیت کا کوئی سامان نہیں بقیہ بڑے آرام و اسایش کے ساتھ رکھے جاتے ہیں۔ انہیں کوئی کام کلج کرنا نہیں پڑتا چکی پینی نہیں ہوتی۔ رسی بٹنی نہیں پڑتی۔ پانی بھرا نہیں پڑتا۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ پھاؤں میں نہ گدوں میں زنجیریں ہوتی ہیں۔ الخ

ابن سعود کے جب ہم اس حسن انتظام کو دیکھتے ہیں اور اسلامی فقہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کوئی جرم ایسا نظر نہیں آتا ہے جسکی پاداش میں اسلام نے ایسا خوش نظر اور آرام دہ ہوٹل تجویز کیا ہو جہاں انسان خانگی پریشانیوں سے یکسو ہو کر نہایت آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرے اور بجا لئی صحت میں کوشاں ہو اگر اسی کا نام حسن انتظام ہے۔ تو بد معاشوں۔ اور باشتوں اور جرائم پیشہ اشخاص عالم کو چاہئے کہ وہ پیچ کر ابن سعود کا شکریہ ادا کریں۔ بلکہ اسکی وساطت سے جرائم پیشہ اور مجلس اقوام کو مجبور کریں کہ باقی قومیں بھی اسکا تتبع کر کے جو صلہ افزائی کریں۔ اسلام ایسا جلیان کا سود نہیں اور نہ ہی اس حسن انتظام کا قائل ہے جیسا کہ ایک تحریر کی جگہ ہے۔ اور عربین اگر وہاں سزا نہیں پاتے تو وہ جلیان نہ نہیں

مولانا محمد علی کی سچی رائے ابن سعود کے متعلق

چونکہ خداوند ان خلافت ابن سعود کو سچا خادم اسلام اور ماحی البدعت و الکفر ثابت کرنے کے لئے سرفراز کوششیں کر رہے ہیں۔ لہذا اس جگہ نامناسب نہ ہوگا اگر ہم اسکی کفر سوزی کی حقیقت سے جو مولانا محمد علی صاحب نے ہم پہنچائی ہے ناظرین کو روشناس کر لیں تا کہ وہ خاندان شریف اور ابن سعود میں موازنہ کر سکیں ہم نہیں چاہتے کہ مخالفین کے سامنے کسی اور کا قول پیش کر کے انہیں یاد آتش کریں اور کسی ناگزیر گناہ کو صلواتیں سوتاؤں۔ مولانا محمد علی لیڈر میں ابن سعود کے حاجی میں اور حالات حاضرہ سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں ان سے بڑھ کر اور کسی کی شہادت خامیان ابن سعود کے لئے معتبر اور قابل قبول ہوگی۔ چنانچہ تقاریر مولانا محمد علی صاحب جو ہرگز ہر مطلب غنی المطالع دہلی حصہ دوم صفحہ ۷۷ پر یوں درج ہے۔

”اگر کسی وقت شریف مکہ اور امیر فیصل برطانیہ کے خلاف ہو جائیں تو نہ نظر حفظاً نہ اقدام ایک دوسرے پھو کو بھی تیار کر دیا ہے اور وہ ابن سعود ہے۔ جسے ہزار پونڈ روزانہ کو روپیہ سالانہ دئے جاتے ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت اسکو شریف کی بجائے بھائی جاتے۔“

خدا کی شان ہے کہ آج وہی برطانوی ٹیپو امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسالین بننا چاہتا ہے اور اراکین خلافت کبھی جو مدتوں اس کے عیب میں اور عیب جو رہ چکے ہیں اسکی آرزو پوری... کر نے کے لئے ماہی بے آب ہو رہے ہیں۔ کیوں اور کس لئے یہ ایک عقیدہ لایجھل ہے۔ آج منہ بنیم بہ سیداری نہ میت کس بخواب مانا

ابن سعود کا اپنا بیان کہ میں پکا وہابی ہوں

ابن سعود خود بھی اس امر کا مقرر ہے کہ وہ دہائیت کا طوق حامل کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کتاب ہدیۃ السنیہ جو اسکے حکم سے مولوی سلیمان بخاری نے مصر میں طبع کر اگر شائع کی ہے اسکے صفحہ ۳ و ۴ پر ابن سعود کا یہ اعلان درج ہے۔

”میں اپنے امہ اور علما کے طریقہ پر ہوں۔ جو عقائد و خیالات شیخ الاسلام سیدنا محمد بن عبد الوہاب کے نفع میں انہیں ماننا ہوں اور انہیں کی ترویج و توسیع کے لئے رات دن سعی کرتا ہوں۔“ واقعات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے عقیدہ پکا ہے لیکن بعض مسلمانوں کا اسکو صنبلی تباہا امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی توہین اور ان کی مقدس تعلیم کا مضحکہ اڑانا ہے۔

وہابیوں کے مخصوص عقائد

ابن سعود کا مذہبی پیشوا محمد بن عبد الوہابؒ تھے۔ وہ میں پیدا ہوا اور بعد تحصیل علمی دینی کے اسنے اسلام میں دہائیت کی بنیاد رکھی اور خفیہ طریقوں سے اپنے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کی تبلیغ شروع کی جسکا سلسلہ برس تک متواتر جاری رہا۔ اسلام میں درعیہ کا حاکم محمد بن سعود اسکا مطیع اور فرمانبردار بنا اور بدقت حاصل کرتے ہی ابن عبد الوہابؒ نے سرزمین فتن یعنی نجد میں علانیہ طور پر اپنے مذہب کی اشاعت کر دی۔ محمد بن سعود نے اپنی رعایا کو اسکی تبلیغ پر مجبور کیا۔ اور یہ فتنہ بڑھنے لگا۔ ابن عبد الوہابؒ نے باشندگان درعیہ کو جو سب سے پہلے اسکے حلقہ بگوش ہوئے

انصار کا خطاب دیا اور اکاؤ کا ساسا فرج و دروازہ مقام سے نجد کو آتا اور اسکے دام تزیو بریں گرفتار ہو جاتا ہمارے کے لقب سے موسوم ہونے لگا۔ گویا نفوذ باللہ انصار ہمارے کی صف آرائی شروع ہو گئی اور ایک علیحدہ دربار رسالت قائم ہو گیا۔

ابن عبد الوہاب کے مذہب کے دس مخصوص عقائد ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جو اسے دیگر اسلامی فرقوں سے منفرد کرتے ہیں۔

(۱) جناب باری کے لئے وجہ۔ ید۔ اور جہت ثابت کرنا اور اسکو ایسا جسم ماننا جو چھٹا اترتا ہے۔

(۲) نقل کو عقل پر مقدم کرنا اور امور دین میں عقل کو معطل کر دینا۔

(۳) اجماع کے مستقر و قابل عمل ہونے سے انکار۔

(۴) قیاس کا انکار۔

(۵) مجتہدین میں کسی تقلید جائز نہیں اور جو اپنی تقلید کرے کا ہے۔

(۶) جستقد رسلمان ان کے ہم عقیدہ نہیں کا فر ہیں۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیائے صالحین سے توسل نامکملہ

(۸) انبیاء و صالحین کی قبور کی زیارت حرام بلکہ شرک ہے۔

(۹) جو خدا کی قسم کھانا کفر ہے اور جو قسم کھائے مشرک ہے۔

(۱۰) جو خدا کی نذر ماننا اور انبیاء و صالحین کے مزاروں کے پاس قربانی کرنا کفر ہے۔

(اشوب نجد)

نجدیوں کی مسلم کشی

مذکورہ بالا عقاید میں عقیدہ ششم خاص ضرورت کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ تاہم شہادت کہ نجدی عام طور پر خود سے عاری۔ عقل سے بیگانہ۔ درشت خو۔ درندہ طبع اور علم و فضل کی روشنی سے ہمیشہ سے بے بصیرت چلے آئے ہیں۔ کسب حلال کو حرام خیال کرتے ہیں۔ اور انکا گذارہ لوٹ مار۔ رہنمائی۔ قتل۔ ڈاکو وغیرہ پر رہا ہے۔ ان کے چاروں سمت مسلمانوں کے سوا اور کوئی قوم دوسری آباد نہیں جنکا قتل ہر اسلامی فرقہ کے عقائد کے

مطابق قرآن مجید ہے۔ تلو فیکہ انہیں مشرک و کافر قرار نہ دے دیا جاتا ان پر درست تعدی دراز نہیں ہو سکتا تھا۔ ابن عبد الوہاب نے یہ عقیدہ صرف اسے لئے وضع کیا تھا کہ اس کے متبعین کو مسلمانوں پر ناخست و تاراج کا ایک شرعی جیلہ مجائے۔ اور بد نصیب نجدی انکو کافر سمجھ کر انکا مال و اسباب برائیاں حکم خدا و رسول صلعم تصرف میں لے آئیں زمانہ اس امر پر گواہ ہے کہ نجدی آنجناب کسی غیر مسلم سے نبرد آزما نہیں ہوئے اور بد قسمت و بد بخت قوم نے ہمیشہ خون مسلم سے ہاتھ رنگے ہیں اور خاص نہیں کو ازیتین حی ہیں کبھی مکہ ٹوٹا ہے کبھی مدینہ کی حرمت توڑی ہے کبھی طائف مظلوم بیا کئے ہیں اور کبھی نجف اشرف و کربلا کو تاراج کیا ہے انکا جہاد مسلمانوں سے ہے اور بس۔ ورنہ اگر ایسا ہی انکو شوقی جہاد ہوتا تو سینکڑوں موقع تھے کہ وہ ترکوں کا ساتھ دیکر اپنی آرزو پوری کر لیتے اور قوت اسلامی کو ضعیف نہو لئے دیتے۔

بھیڑنے بھڑوں کے رکھولے بنے

خلافت کیٹی جو نجدیوں اور ابن سعود کی تعریف میں رطب اللسان نظر آرہی ہے۔ یہ بھی خالی از علت نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کا روپیہ جو انکے گارڈے پسینے کی کمانی تھا۔ اور جسے انہوں نے کمال خلوص و ایثار کے ساتھ خلافت کیٹی کے حوالے اس غرض سے کیا تھا کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کیا جائے جس بیدردی و بے اعتدالی سے بیچ اور خورد برد ہوا اسکا بیان مختلف اخبارات میں ہو چکا ہے۔ وہ شخص جو صلیب روپیہ ماہوار کمانے کی اہلیت نہ رکھتے تھے قوم سے دو دو سو روپیہ ماہوار کی گرانقدر رقوم وصول کرتے رہے۔ اور قوم حرمین کے سر پر احسان عظیم کا بار رکھا جسکی ادائیگی تا قیامت ممکن نہیں۔ جو ٹکڑوں کو محتاج تھے تو نگر بیگئے دن عید اور ات شب مات بنی۔ خاک سے اٹھ کر بلا استعداد و قابلیت تخت کی ہوس کرنے لگے۔ موڑ و ہوٹل کا شغل اپنی دور اندیش ایسے بھی تھے کہ کھاپی کر چلتے بنے اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئے۔ گویا مسلمانوں کی کمانی چوروں کے ہاتھ آئی۔ جو گل چرے

چنیت ہو گئے۔ چونکہ خلافتی نجدیوں کے از بس ثنا خوان ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو ایک ہی تھیلی کے چٹے ہیں۔ جبطح انہوں نے عرب کے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیکر ان سے جہاد کیا ہے۔ شاید انہوں نے بھی حقیقی خدا پرست مسلمانوں کو قہر پرست سمجھ کر کافر و مشرک گردانا اور ان کے مال کو مال غنیمت تصور کرتے ہوئے اپنی آسائش دنیوی اور شکم پری کے لئے مخصوص کر لیا۔ تاکہ نجدیوں سے ایک گونہ مخالفت پیدا ہو جائے اور انہیں یہ کہنے کا موقع ملے۔

من و تو ہر دو خواجہ ناشایم بندہ بارگاہ سلطانیہ

نجدی تاریخ پھر لائی جارہی ہے

عقیدہ نمبر غیر نجدی مسلمانوں کے ساتھ جدال و قتال فرض کرتا ہے اور اسی عقیدہ خبیثہ کے تحت میں طائف شریف اور مکہ معظمہ میں ظلم و ستم ڈھائے گئے ہیں قبور قبہ جات اور مساجد شہید کی گئی ہیں اور یہ امور نجدیوں کے لئے کوئی نئے نہ تھے۔ سنہ ۱۱۰۰ھ میں عبدالعزیز بن سعود نے جو ابن سعود کا مورث اعلیٰ تھا۔ کربلا طائف اور مکہ معظمہ کی حرمت کو توڑا۔ زن و بچہ کو قتل و غارت کیا۔ کتب خانوں کو برباد کیا۔ لوٹ دمار کا بازار تین دن تک گرم رکھا۔ اور عین اسوقت جبکہ نزک علیاں کے ساتھ جنگ مافغانہ میں مصروف تھے۔ حجاز میں قیامت صغریٰ بپا کر دی محمد علی پاشا خدیو مصر کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے بروقت امداد دی۔ ورنہ نظیر حجاز جبکا ماتم آج گونا گون طریقوں سے محض سعودی حمایت کے لئے کیا جا رہا تھا کبھی کی سراجام پاچکی ہوتی۔ اگر نجدی ذریت اپنے آبا کے نقش قدم پر آج بھی چل رہی ہے تو یہ کچھ حیرت کا مقام کا نہیں۔ گندم از گندم بروید جو جو۔ تاریخ ہمیشہ اپنے واقعات دہرایا کرتی ہے لیکن افسوس ان لوگوں پر ہے جو ان ظاہر و باہر خفاؤں کے مشاہدے کے بعد بھی ابن سعود کی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے جیلے تراش رہے ہیں۔ پس وہ سعودی ایجنٹ نہیں تھے اور کیا ہیں۔

حامیان ابن سعود کی عیاری

ایک گروہ اس خیال کی اشاعت میں مصروف ہے کہ ابن سعود اس جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ بلکہ یہ بے ادبی اسکی بخدی فوج سے جو محض جاہل ہے سرزد ہوئی اور اس نے اس پر ظہار پشیمانی کیا ہے اور یقین دلا یا ہے کہ آئندہ ایسا ہو گا۔ گویا مطلب یہ ہے کہ قصور انکار تھا۔ انکی بیوی کا تھا۔ اول تو اس امر کی کوئی تصدیق نہیں کہ ابن سعود نے ایسا کہا ہو۔ کیونکہ خود ابن سعود نے مجموعہ کتاب التوحید صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ جو شخص قبیہ گراٹے پر آمادگی بھی ظاہر نہ کرے وہ کافر ہے۔ لیکن اگر باور بھی کر لیا جاوے۔ تو اس غلطی کی تلافی کا عملی ثبوت یہ تھا۔ کہ وہ منہم شدہ مزارات کو بلا تاخیر و تاویل از سر نو تعمیر کرا دیتا۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جانا کہ یہ حرکت جاہل و اجلاف سے سرزد ہوئی۔ اور اسکی فوراً تلافی بھی ہو گئی۔ مسلمان مصلحت ہو جاتے۔ اور یہ ثبوت نہ ہونے پاتی۔ یا کم از کم یہ اعلان ہوتا کہ بعد از فراغت جنگ انکی تعمیر جلد از جلد تکمیل کی صورت اختیار کر لے گی۔ جنگ میں ایسے واقعات ناگزیر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ابن سعود کی طرف ایسے بیانات کی نسبت کہ آئندہ اجیٹا کامل ملحوظ رہیگی۔ محض یاروں کے جانے ہوئے فقرے ہیں جنہیں حقیقت کا جوہر مفقود ہے۔ کیونکہ تسخیر مکہ اور وفد خلافت سے گفتگو کے بعد بخدی درندوں نے سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کا قبہ شہید کر دیا۔ اور علیہ الرحمہ انفس خلافت کیٹی ثابت کر دیا کہ ابن سعود نے با تو مزارات متبرکہ کے متعلق کوئی وعدہ ہی نہ کیا تھا۔ یا صریحاً کذب بیانی پر عمل پیرا ہوا تھا۔ یہ ایک مٹھا ہے جسکی عقدہ کشائی خلافت کیٹی کے ناخن تدبیر کی ہی مرہون ہو سکتی ہے۔ یہ امر بھی قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ ابن سعود اپنے مذہب سے برگشتہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ تو اپنے زعم میں جو کچھ کر رہا ہے عین اسلام ہے اور اسکے عقیدہ کے مطابق دینی جو منہدستان میں کوئی طاقت نہیں رکھتے اور محض بے بس ہیں جنفی مسلمانوں کی مذہبی رواداری

کے لئے اپنی زبان بھی اس معاملہ میں بند نہیں کر سکے اور برابر فتوے پر فتوے دے رہے ہیں کہ گنبد بنانا ناجائز ہے لہذا انہیں گرا دینا چاہئے۔ لیکن ابن سعود کی موجودہ طاقت و قدرت رکھنے کے اپنے مذہب کے خلاف عمل پیرا ہو گا۔ اور وہ مقصد جسکے باعث اسکے دادا کا چراغ حیات گل ہوا اور اسکی بد بخت قوم ترک غازیوں کی تلوار کا شکار ہوئی ہمیشہ کے لئے فراموش کر دیگا۔ حامیان ابن سعود کی یہ چکنی چڑھی باتیں محض مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لئے ہیں اور انہیں کی اشاعت میں وہ اپنی کامیابی کا راز سمجھ رہے ہیں۔

ابن سعود اپنے مذہب کے خلاف کیوں کرنے لگا

ایک اور گروہ پرو پا غنڈہ کر رہا ہے کہ ابن سعود نے وعدہ کیا ہے کہ عنقریب ہی ایک موثر اسلامی قائم کیا جائیگا اور اگر علمائے کرام نے ان مزارات کے جواز کا متفقہ طور پر فتوے دیدیا۔ تو سونے چاندی کے بنوائے جائیں گے۔ چہ خوش اول ابن سعود کے پاس اتنی دولت ہی کہاں ہے کہ وہ ایسا کرے۔ کیونکہ وہ شخص جو حکومت بلوچستان کے لڑکے اور اپنی شکم چڑی کے لئے بد سے بدتر گناہ کے اقدام پر آمادہ ہو جائے وہ اگر ایسی لاف زنی کرے توقف ہے اسکی ڈینگ پر شاینا جیت نہیں بنایا جاتا کہ وہ موثر اسلامی کن علما پر مشتمل ہو گا۔ اگر دینی اور بخدی عالم ہوں گے تو نتیجہ معلوم نمانت بھی اور راگ پایا۔ وہ تو سر توڑ کوشش کرینگے کہ ایک بھی مزار دنیا پر باقی نہ اور اب بھی دن رات دعا مانگ کر رہے ہیں کہ کوئی ابن سعود منہدستان میں ظاہر ہو کر شنیدہ کے بوجھ مانند دیدہ کا سماں پیدا کر دے۔ سفیہ علما تو تیرہ سو برس سے ان مقامات مقدسہ کے شہدائے چلے آتے ہیں وہ کیوں انکے خلاف آواز اٹھائیں انہیں کے فتوؤں پر تو ان قبور کی حفاظت کے لئے سلاطین اسلام نے کروڑوں روپے فوج کر دئے۔ اگر سارے جملے عالم ہوں گے۔ تو ایک بحث کا سبب ان قائم ہو جائیگا جسکا نتیجہ بیچ ہو گا۔ یہ بحث کوئی نیا نہیں۔ اس قسم کے کئی مباحثے خبری و تقریری ہو چکے ہیں۔ لیکن عقائد میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ جب صورت حالات

ہے تو نوکر سلاسی کیا توقع ہو سکتی ہے یہ صرف دکھاوے کے لئے سبز باغ ہیں اور ہیں
حایبان ابن سعود کی سیفیانہ حرکات اب اس قدر ظاہر ہو چکی ہیں کہ مسلمان ہرگز
ان پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ ان سب لطائف الجیل سے سعودی پٹھوؤں کا
مقصود واحد یہ ہے کہ ابن سعود کے خلاف جو جذبات برانگیختہ ہو رہے
ہیں۔ انہیں حکمت عملی سے دیا دیا جائے۔ اور مسلمانوں میں ایک ایسی
بے حسی پیدا کی جائے کہ ان میں مذہبی خیریت و حمیت نام کو نہ رہے۔ یا
وہ ایسے فاجر العقل ہو جائیں کہ خلافت کیٹی کے اشاروں پر ہی ناچتے رہیں
مذہب طیبہ کے متعلق بھی جو کچھ مبہوم امیدیں دلائی جا رہی ہیں یہ تب ہی
قابل قبول ہو سکتی ہیں اگر سعودی امت اپنے بیرومرشد کی غلطیوں کا جو اس
طائف شریف اور مکہ معظمہ میں سرزد ہوئی ہیں اعتراف کرے لیکن جب وہ
حکم احادیث و اقوال ائمہ اسکے ہر فعل کو مستحسن اور اسلامی قرار دے ہیں تو
بہرہ کس منہ سے نکلتے ہیں کہ جو افعال نیک اس سے مکہ میں جو بیت اللہ ہے
جائز اور خدمت اسلامی پر محمول ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ انکا اعادہ بیت
الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہو گا کیا بخدیوں کے نزدیک بھی بیت اللہ
سے مرقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ موقر ہے یا ابن سعود کو اب
اس امر کی پروا نہیں رہی اس کے مذہب کے مطابق کوئی اور نیک کام اس سے
عمل میں آئے۔

خلافتی اپنے امام الہد کے خلاف کیوں گنبد شکنی کر رہے ہیں

”مولانا ابوالکلام آزاد نے اخبار زمیں و آسمان ۹ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں ایک طویل
مضمون سپرد قلم فرمایا ہے جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ

”یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ گنبد گرا لے کا معاملہ اُس (خلافت کیٹی) کے مسلک
کے جرح خلاف ہے وہ یقیناً اس سے متفق نہیں ہو سکتی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یا اسکے
مسلک کی جرح نفی ہے۔ اس کے مسلک کی بنیاد اجتماع کل پر ہے اور اس حادثہ

نہ نوکر سلاسی کی توقع ہو سکتی ہے یہ صرف دکھاوے کے لئے سبز باغ ہیں اور ہیں

کا نتیجہ اختلاف و نزاع ہے وہ تمام مسلمانوں کو ایک مشترک مقصد کی طرف
دعوت دیتی ہے۔ اور ان تمام باتوں سے ہٹانا چاہتی ہے جو آپس میں مایہ النزع
ہو گئے ہیں۔ لیکن معاملہ بالکل اس سے متضاد سمت پر چل کر ایک نزع انگیز
سوال چھیڑتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کی توجہ اور دلچسپی میں انتشار پیدا کرتا ہے
اگر اسی بیان پر خلافت کیٹی کو پرکھا جائے تو دریافت طلب امور یہ ہیں
کہ کیا خلافت کیٹی نے میدان عمل میں اپنے مسلک کا ایک ادنیٰ شائبہ ثبوت
پیش کیا ہے۔ اگر انہدام مساجد و مقابر اسکے مسلک کے خلاف تھا تو کیا اس نے
آج تک کوئی جلسہ کر کے ابن سعود کی ان حرکات پر کوئی قرارداد نفرت و خفارت
پیش کی ہے۔ یا کوئی صدائے احتجاج بلند کی ہے یا اور کوئی ایسا طریقہ اختیار
کیا ہے جس سے مسلمانوں پر ہویا ہو جائے کہ وہ قطعی طور پر اس معاملے میں نہ تو
ابن سعود سے متفق ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ خلافت کیٹی تمام فرقیہائے اسلام
کی نمائندہ جماعت ہے اور سب کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ اٹھائے ہوئے ہیں۔
اس کا فرض اولین ہے کہ وہ فرقہ دارانہ تعصب اور جنبہ داری سے اپنا دامن طوث
ہونے دے۔ لیکن افسوس کہ اس نے ایسا نہ کیا وہ اپنے مسلک سے بہت
دور ہٹ چکی ہے۔ اور اپنے موجودہ طرز عمل سے علی رؤس الاشہاد ثابت کر
رہی ہے کہ فرقہ دارانہ تعصب میں سب سے پیش پیش ہے۔ اور اب صرف تو مذہب
ہی کی علمبردار ہے۔ زمیندار۔ خلافت اور ہمدرد جو خلافت کیٹی کے ترجمان ہیں ذرا
غافل اٹھا کر دیکھیں کہ ان میں کس شقاوت سے حنفی مسلمانوں کو کوسا گیا ہے اور
انہی دل آزاری کا کوئی پہلو فرو گذاشت نہیں کیا گیا۔ کیا ایک فرقہ کو چرکے دے دے کہ
دوسرے فرقہ کے خلاف اکسائیا یا اُبھارنا ایک خالص اسلامی خدمت یا خلافت کیٹی
کا بھی نصب العین ہے۔ اور یہی دلیہ و جمع کل کے لئے لابی ہے زبان سے
تو نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اتحاد اتحاد پکا راجاتا ہے لیکن تحریروں اور تقریروں
میں اشتقاق کی بنائیں استوار کی جاتی ہیں اور ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ پھر مسلمانوں

کی فہم و فراست پر انہم کیا جاتا ہے ۔
شک کے دارم و دانشمند مجلس باز پرس تو یہ فرمایاں چرا خود توبہ کتر میکنند

یہاں اس حقیقت کا انکشاف بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ
پر آشوب زمانہ میں ہر حنفی مسلمان کو جو مزارات مقدسہ و آثارِ مقدسہ اور مساجد
محبت رکھتا ہے اور ابن سعود کے موجودہ طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا
ہے بلا سبب اور بے وجہ شریعی ایجنٹ کہا جاتا ہے اور خلافت کیٹی کی بارگاہ سے
اُسے بے ایمانی ایمان فروشی - جنیر کشی - جہنہ داری کے اسناد فوراً عطا ہو
جاتے ہیں - خواہ اُسے شریف سے بوجہ اسکے جراثیم کے ذرہ بھر بھی ہمدردی
ہو - واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ آئینہ شمس نجد و حجاز میں حنفی مسلمانوں نے
کبھی بھی شریف کا ساتھ نہیں دیا - اور اسکے بد اعمالیوں کے باعث ہمیشہ
اس سے متنفر رہے ہیں - اسوقت سے لیکر جب شریف نے ترکوں سے
خدا رے کی اجتناب حنفی مسلمانوں کے وطیرہ میں کوئی فرق نہیں کیا - اور ڈاکٹر
سیف الدین صاحب کچلوانے جو خلافت کیٹی کے روحِ رواں ہیں اس حقیقت کو
بار بار اپنی تقریروں اور تحریروں میں مسلمانانِ ہند تک پہنچایا ہے - وہ لوگ
جو آج حنفی مسلمانوں کی دشمنی میں اولیت کا نغذا امتیاز رکھتے ہیں اگر اپنے
سینے میں دل اور اس دل میں ذرہ بھر بھی ایمان پاتے ہیں تو خدا کو حاضر و ناظر
مانتے ہوئے ذرا بتائیں کہ حنفی مسلمانوں نے شریف کی کب اور کہاں حمایت
کی ہے یا ابن سعود کو کب اسوجہ سے پڑا کہا ہے کہ وہ شریف سے نبرد آزما
ہے - انہوں نے ابن سعود کی جارحانہ کارروائیوں میں کونسی لڑکائیں شامل کیں
میں - شریف کی حمایت میں کتنے جلسے منعقد کئے ہیں - کتنا چنہ اسکے لئے فراہم
کیا ہے - اخباروں میں کس قدر شور و غور و غوغا مچایا ہے شریف کی ہمتوں پر کتنے
تار بھردی کے دئے گئے ہیں کن طریقوں سے اسکی ڈھارس بندھائی گئی ہے
کیا تدابیر اختیار کی گئی ہیں کہ اسکا اقتدار بحال رہے - کونسی دول سے استدعا

کی گئی ہے کہ وہ اپنے اثر کو کام میں لا کر بالواسطہ یا بلاواسطہ شریف کی امداد و
اعانت کریں - اگر ان سب باتوں کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے
تو حاکم میان ابن سعود کا جنیر ہی اُنپر واضح کر دینا کہ یہ ناپاک الزام جو حنفی مسلمانوں
پر افرا کیا گیا ہے کس قدر باطل اور سفیہانہ ہے اور اسکے موجد باوجود صلح
کمل - ثالثت بالخیار اور امن کے حامی ہونے کے حق سے کس قدر دور جا رہے ہیں -
وہ اپنی کرتوتوں کو دیکھیں اُنپر غور و تفحص کریں اور پھر عرقِ خیالت میں ڈوب
میں -

مسلمان مقابر و مساجد کے انہام مضطرب ہوئے

ہاں حنفی مسلمان اسوقت ضرور ٹپ اٹھے جب ابن سعود نے طائف شریف
کو مسلمانوں کا مذبح قرار دیا - بلد الحرام کی حرمت کو توڑا مساجد و مقابر پر دست
تعدی دراز کیا - اور اپنی بزدلی - شقاوت قلبی اور ارازی بے بصیرتی کا دوا علی شہا
دیا - اگر حنفی مسلمانوں کے اس جذبے کا نام شریعی حمایت ہے اگر بزرگانِ دین سے
ارادت اور مساجد کی الفت شریعی پر ویاغٹے کے مترادف ہے تو انہیں یہ
الزام منہارک ہو - وہ ذرہ صدیوں سے اس جرم کے مجرم چلے آتے ہیں اور عقائد
انکی طبیعت میں اسقدر راسخ ہو چکا ہے کہ جن تک کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ اس دنیا میں قائم اور مسلمانوں کا اسپر ایمان ہے تب تک کوئی طاقت تو بہ
اسکو مٹھ نہیں کر سکتی +

نجدیوں نے کون کون سے مقامات مقدسہ کئے

طائف شریف اور مکہ معظمہ میں شیاطین نجد کی فوج یا جوج و ماجوج نے جن
مقامات مقدسہ کو چشمِ زخم پہنچایا ہے اسکی مختصر سی فہرست ذیل میں درج
کی جاتی ہے -

مساجد - مسجد حرجن - مسجد بوقییس - مسجد اتا اعطیناک الکوتر - مسجد بال
ماثر - مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - مولد فاطمہ رض - مولد صدیق رض - خرابانگاہ اسحاق بن علی
مزارات - ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رض - حضرت آمنہ والدہ مختبرہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اور مزارات بنی ہاشم
 حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رض -

حضرت عبداللہ ابن عباس رض - حضرت حمزہ رض
 مذکورہ بالا فہرست ۳۳ حصوں میں منقسم کی گئی ہے۔ اول مساجد جو شہید کردی
 گئی ہیں - دوم - مآثر جنہیں خراب کیا گیا ہے - اور سوم - مقابر جگہ تیس
 گرا دئے گئے - اور قبور کو منہدم کر دیا گیا ہے - مزارات کے متعلق تو دہائی بمعد
 انکہ ملا آمنت کہ چپ نشود بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور لکھتے رہیں گے
 لیکن مساجد و مآثر کے متعلق انہوں نے خامہ فرسائی نہیں کی کہ انکا انہدام کس
 نفس جلی یا حدیث مرفوع کے تحت میں از بس ضروری تھا۔ یا یہ مساجد کس طرح زنی
 و صداقت اسلام کی راہ میں سد سکندری کی طرح حائل ہو رہی تھیں اس معاملے
 میں انکی فاشی ضرور حیرت افزا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انکے جلد جود ماخوں کو
 کوئی بہانہ ایسا نہیں ملا جسکے سہارے یا بل بوتے پر ابن سعود کی اس حرکت کو
 فور کے سانچے میں ڈھال کر رکھ دیتے۔ بہت سی حدیث پستہ طابع نے منفور
 بھر کوشش کی ہے کہ کوئی توجیہ ایسی نکل آئے۔ لیکن باوجود تلاش بسیار کے
 وہ فریضے سے پسپا ہونے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور اپنا تمام زور اور غصہ مزارات
 کے انہدام کے جواز پر لگا کر ٹھنڈے ہو گئے ہیں +

سعودی اخبار بھی اس مسئلہ کے متعلق صم بکم کا وظیفہ گردان رہے ہیں اور
 ہمیشہ اپنا دامن بچاتے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ سعودی حمایت نے اپنی یہ فرض
 عائد کر رکھا ہے کہ وہ طائف میں مسلمانوں کے قتل عام کا جواز دیں انہدام
 مساجد کے جواز پر دلیل لائیں نبش قبور کو صحیح ثابت کریں نہ یہ کہ قبور پر ہی قلابا نیل

کھاتے رہیں۔

مساجد کا مسئلہ بلحاظ اپنی نوعیت کے نہایت اہم واقع ہوا ہے اور نجدیوں نے
 چونکہ اسے دل ہی میں جائز قرار دے لیا ہے اس لئے سب سے پہلے اسی کے متعلق
 کچھ عرض کیا جاتا ہے +

قرآن مجید نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے فَإِنْ تَنَادَّ عَنِتُّمْ فِي شَيْءٍ فَاذْكُرُوا
 إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ
 خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ یعنی اے مسلمانو! اگر کسی امر میں تم میں جھگڑا
 واقع ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان
 رکھتے ہو یہ اچھی بات ہے اور اسکا انجام بھی نیک ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم
 سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں اور معلوم کریں کہ خداوند لا ینال
 مساجد کے لئے کیا احکام صادر فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

نجدیوں نے مسجدیں شہید کر کے آیات قرآنی کی خلاف
 (۱) وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا أَسْمَاءُ وَ
 سَمْعِي فِي خُرَابِهِمْ أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَلَا
 خَائِفِينَ ۝ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
 عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا۔ جس
 اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا ذکر روک دیا۔ اور اسکی بربادی کی فکر کی۔
 ایسوں کو تو بہت ڈر کراس میں جانا چاہئے تھا۔ دنیا میں انہیں رسوائی
 ہے اور آخرت میں ان پر بڑا عذاب ہوگا۔

(۲) وَكَوَلَاذِئِكَ اللَّهُ النَّاسَ لِعِضَائِهِمْ لَقَدْ مَتَّ صَوَامِعَ
 وَبَيْعَ وَصَلَوَاتٍ وَمَسَاجِدَ يُدْكَرُ فِيهَا أَسْمَاءُ اللَّهِ كَثِيرًا
 یعنی اگر اللہ ایک کو دوسرے سے باز نہ رکھتا تو کتنے صومعے گرجے عبادتخانے

اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے گرا دی گئی ہوتیں۔ یعنی اسلامی جہاد میں جن افعال سے حقیر تر رہنے کی پابیت کی گئی ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ عبادت گاہیں یا تخصیص مسلم وغیر مسلم تباہ و مسمار نہ کی جائیں چنانچہ حضور صلعم اور خلفائے راشدین کا ہمیشہ یہی معمول رہا ہے۔ مگر افسوس بخدیوں نے صومعوں اور گرجوں پر قابو نہ پا کر مسجدوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔

(۳) مَا كَانَتْ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يُعْبُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شُهَدَاءُ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا يَوْمَئِذٍ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ أَكْثَرُ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشُوا إِلَى اللَّهِ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُنْتَدِينَ ۖ مُشْرِكُونَ کو یہ حق نہیں ہے کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں دراتھا لیکہ شہادت کفران کے دلوں میں ہوں ان کے بیک کام مٹ گئے ہیں اور آگ میں گئے ہمیشہ رہنا ہے۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لاتا ہے۔ نماز پر حنا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا قریب ہے کہ ایسے لوگ راہ پالنے والے ہو جائیں گے۔

کیا مسجد شکن مسلمان کہے جاسکتے ہیں

مذکورہ بالا آیات کے مطالعہ کے بعد یہ امر برہن ہو جاتا ہے کہ وہ سخت جسے اللہ کی مسجدوں کو صرف اس بنا پر خراب کیا کہ وہاں عبادت خداوند لایزال ہوتی ہے ہرگز مسلمان کہلا نہ سکتے تھے اور یقیناً اسکا ٹھکانا جہنم میں ہے اور یہ انہی لوگوں کا فعل ہو سکتا ہے جو اسلام سے کوسوں دور ہیں اور کسی جدید غیر اسلامی قانون کی متابعت کر رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ مساجد بخدیوں نے خالص اسلامی خدمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسمار

یا انہیں غیر مسلمانوں کا معبد جا کر ڈھایا ہے۔ حالانکہ اسلام نے تو یہ بھی جائز نہیں رکھا کہ اہل کتاب کے گرجے یا صومعے برباد کئے جائیں۔ پہر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کس بنا پر بخدیوں کے اس فعل کو مستحسن قرار دیا جا رہا ہے۔

سیلمان ندوی کا نکتہ غریبہ

مولوی سید سیلمان ندوی تہا گدو کاوش کے بعد یہ امر ثابت کر نیکی کوشش کی ہے کہ وہ روایات جو ان مساجد کے متعلق مشہور عام ہو رہی ہیں ان میں غلط ہیں یعنی مسجد جن جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں جنات نے حضور صلعم سے بیعت کی تھی غلط ہے اسبطر مسجد انا اعطینا ک الکوثر بھی اس جگہ موجود نہیں جہاں یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی تھی و قس علی تہا یہ ایک تاریخی بات ہے اور محتاج بہ تحقیق ہم مان لیتے ہیں کہ سید صاحب کی تحقیق از دوسے تاریخ درست ہے۔ لیکن اس سے نفس مسجد پر کیا اثر پڑتا ہے اور کس طرح وہ ان روایات کی تغلیط سے مساجد کے درجہ سے گر جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ لاہور میں ایک مسجد ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ وہ نور جہان بیگم نے بنوائی تھی۔ اگر کوئی شخص موجود زمانہ میں اس امر کا کافی دوائی ثبوت مہیا کر دے کہ مسجد نور جہان بیگم نے ہرگز نہ بنوائی تھی۔ بلکہ کسی اور شخص نے تعمیر کرائی تھی۔ تو کیا اس انکشاف حقیقت سے یہ بھی لازم آئے گا۔ کہ وہ مسجد شہید کر دی جائے اور مسلمان وہاں عبادت خداوندی سے روک دئے جائیں یا وہاں ذکر خدا ایک جرم عظیم اور ترقی اسلام کے منافی خیال کیا جائے۔ ہزاروں باتیں غلط مشہور ہو جاتی ہیں لیکن انکا نتیجہ یہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مولانا موصوف نے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی انکی یہ توجیہ اہل اسلام مساجد کے مسئلہ کو کوئی تقویت پہنچا سکتی ہے۔

مسجد شکنوں کے ہڈیا کے جوابات

بعض جید جو اشخاص نے جنکا مقصد زندگی صرف یہی ہے کہ مسلمانوں پر فی سبیل اللہ گونا گون بہتانات قائم کر کے انکو مورد لعن و طعن بناتے ہیں کہا ہے کہ یہ مساجد موبد کفر و شرک اور دار البدعات ہو چکی تھیں۔ اسلئے مسلمانوں کی داخلی اصلاح کے لئے ضروری تھا۔ کہ یہ شہید کردہی جائیں تاکہ تو ہم پرستی کی باطل تعلیم ان کے دماغوں سے نکل جائے۔ لیکن اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی جاتی اور یہ محض دعوے ہی رہ جاتا ہے یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ کونسے کفریات تھے۔ جو یہاں ہمیشہ سرزد ہوا کرتے تھے۔ کیا ان مساجد میں غیر اللہ کی پرستش ہوتی تھی۔ کیا مسلمان ان مساجد میں اللہ اور اس کے رسول صلعم کے منکر ہو جاتے تھے نماز کسی اور طریقے سے ادا کرتے تھے۔ کوئی غیر قرآن کی تلاوت ہوتی تھی کوٹھا بت مسجد میں موجود رہتا تھا۔ یا بچتا سے اعانت طلب کی جاتی تھی لیکن زمانہ شاید ہے کہ یہ مساجد ایسے تمام لغو حرکات سے پاک و براہ قیاس پھر انکا گرانکس اعتبار سے درست ہو سکتا ہے۔ بعض اشخاص کا دعوے ہے کہ یہ مساجد سوائے پیام جج کے عموماً غیر آباد پڑی رہی تھیں اور اشرار حجاز یہاں عبادا باللہ محرمات شرعیہ یعنی زنا وغیرہ کے مرتکب ہوتے تھے۔ اگر بفرض محال یہ دعوے بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو بھی مسجدوں کو شہید کرنے کا جواز نہیں دیا جاسکتا۔ اسلام کے زوال اور انحطاط کے زمانے میں ہندوستان میں بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ مساجد میں قبی القلوب اشخاص نے عورات کا اقدام کیا چنانچہ بد بخت گرفتار ہو کر رسوا ہوئے لیکن مسجد شہید نہیں کئی گئی اور نہ ہی شرع مبین نے ایسا فتوے دیا۔ مسجدیں تو درکنار شہر میں ہزاروں مکانات موجود ہیں جہاں ساہا سال تک خلاف شرع

امور ہوتے رہے ہیں کیا شرع متقاضی ہے۔ کہ یہ تمام مکان ہموار کر دئے جائیں اگر فتوے یہی ہے تو شہروں میں شاید ہی کوئی مکان شرع کی دستبرد سے بچ جائے۔ شرع نے مجرموں پر تعزیریں قائم کی ہیں نہ کہ مکانات پر اور غفلت سلیم کا بھی یہی تقاضا ہے۔ کہ گنہگاروں کو اس کے کفر کردار تک پہنچایا جائے نہ یکے بیلو بیکر بستی کو بن بنا دیا جاوے۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا جائے کہ اسلام دنیا ہی مترادف ہیں۔ بعثت نبوت سے پیشتر خود خانہ خدا کا کیا حال تھا۔ کفار مکہ نے وہاں سینگروں جت ڈال رکھے تھے۔ جنگی باقاعدہ پرستش ہوتی تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کی تطہیر فرمائی تو ان نبیوں کو نکال کر پھینک دیا۔ اور خانہ کعبہ کو منہدم فرمایا۔ کہ یہاں کفریات دور دورہ رہا ہے۔ لیکن حدیث پر عمل کرنے کے مدعیوں کا خلاف فعل رسول مساجد کو مسما کرنا اپنی دینی دایمانی حرارت کا پتہ دے رہا ہے۔ ابن سعود اگر چاہتا کہ خرابی کو دور کیا جاوے۔ تو سینکڑوں ذرائع تھے کہ اسکا مقصد حاصل ہو جاتا لیکن سرور کے دفعیہ کے لئے سر کا قدم کرنا نجدیوں کی ہی غفلت عقلا گوارا کر سکتی ہے عجاج جو بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ان مساجد میں نماز ہی ادا کرتے رہے۔ اور کسی نے انجناک ان بدعات و کفریات کو ذکر نہیں کیا بینہیں ابن سعود کی بد بین نگاہ نے نجد میں بیٹھے دیکھ لیا۔

مقابر سے ملحقہ مساجد کا منہدم

یہی حال ان مساجد کا ہے جو مقابر سے ملحق ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً ہر فرار کے ساتھ ایک مسجد بنائی جاتی ہے جسکی عرض و غایت صرف اسبقہ رہا کہ زائرین کو اواسے نماز کے لئے سہولت ہو۔ ان مساجد میں پانچ وقت نعرۃ اللہ بلند ہوتا ہے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور مسلمان ایک ایک نغمہ دایا ک لستعین کے اقرار سے اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں یہی نہیں ہوتا کہ

اس مسجد میں اُس بزرگ کی نماز پڑھی جائے اُسکی قبر کو سجدہ ہو یا اُسے معبود سمجھا جائے۔ لاہور میں حضرت محمد سوم سید علی جوہری المعروف بہ دادا گنج بخش خور اللہ صدقہ کے مزار کی طرف حقیقی مسلمان احتراماً پشت نہیں کرتے۔ لیکن مسجد سے جب حی علی الصلوٰۃ کی دعوت دی جاتی ہے تو خدا پرست حقیقی بارگاہ الہی میں حاضر ہونے کے لئے تمام احترام بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور نماز کی حالت میں سب کی پشتیں مزار شریف کی طرف ہوتی ہیں۔ لیکن دہلیوں کا ان ظاہر و باہر حقیقتوں کے باوجود مسلمانوں پر خواہ مخواہ کی کٹھنیں دھرنان کو مشرک قرار دینا اور واجب القتل گرداننا اپنی جہالت تعصب اور بے دینی کی ایک روشن دلیل ہے

کیا نجدیوں کے لئے کوئی اور طریقہ اصلاح نہ تھا

بھلے بڑے ہر مذہب میں موجود ہوتے ہیں اگر کسی جاہل سے کوئی امر خلاف شریعت سرزد ہو جائے تو اُس کی وجہ سے تمام مذہب کو قابلِ مواخذہ ٹھہرا لینا قرین انصاف نہیں۔ بلکہ ہمدردی مقتضی ہے کہ غلطی کی اصلاح کی جائے اس کے دل و مانع کو تعلیم کی روشنی سے منور کیا جاوے نہ کہ اس سے بڑھکر جہالت کا ثبوت پیش ہو ممکن ہے کہ بعض ثلیدہ دماغوں نے پیسے بٹورنے کی خاطر بقدرِ فکر ان مساجد کے متعلق روایات وضع کر لی ہوں لیکن ابنِ سعود اگر ایسا ہی باجمیت تھا کہ عربوں کی لگا لگی اُسے بے چین کر رہی تھی تو وہ اپنی طاقت و فراست سے انہیں کسبِ معیشتِ حلال کی جانب مائل کرنا ان کی روزی کے مسائل ہم پہنچانا تاکہ وہ قوم و ملت کے لئے مفید ہو جاتے لیکن ان سب امور کو بالائے طاق رکھ کر اسکا رکیک حرکات پر اترنا بیابانگ و حل اس صداقت کا اعلان کر رہا ہے کہ وہ غیر نجدیوں کو نہ تو مسلمان سمجھتا ہے اور نہ ہی یہ چاہتا ہے کہ ان کا کوئی نشان بھی باقی رہ جائے +

مآثر مبارکہ کا ابقا کیوں ضروری ہے

اسی صنف میں وہ مآثر مبارکہ بھی ہیں جنہیں ابنِ سعود نے تباہ و برباد کیا ہے۔ یہ مآثر اسلام کی جیتی جاگتی تصویریں تھیں جنکی زیارت سے تاریخ اسلام ہر مومن کے دلیس زندہ اور گدشتہ کی یاد حقیقت کی صورت اختیار کر لیتی تھی انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ اور کوئی قوم یا مذہب اس سے مستثنیٰ نہیں کہ وہ اپنے مشاہیر کی یادگاریں قائم کریں جنکی موجودگی آنے والی نسلوں کے لئے ایک درس ہدایت ہوتا کہ وہ ممتاز و موقر ہستی جسکی یادگار قائم کی گئی ہے ایک مثال بنی رہے اور اسکی تعلیم یا زندگی کی اتباع قومی فلاح و بہبود کے لئے جاری رہے اللہ جل جلالہ و عظم فوائد نے بھی ان یادگاروں کو قائم کیا ہے۔ اور صفا و صرۃ کو شہدا شواللہ قرار دیا ہے۔ جس پر قرآن کریم شاہد ہے۔ مفاد و مردہ کیوں مشہور ہیں ان میں کیا خصوصیت ہے۔ ایامِ حج میں ان کے درمیان دوڑنا کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ میدانِ منام میں جہاں حضرت خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی قربانی دی تھی۔ اور شیطان نے ستر بار انہیں بہکایا تھا۔ کیوں احتجاجِ رحمی کیا جاتا تھا مقامِ ابراہیم پر نماز کیوں پڑھی جاتی ہے۔ کیا یہ یادگار ابراہیمی نہیں تھیں یا حضرت ابراہیم اور انکی زوجہ مطہرہ کی تاریخِ زندگی کا ہمین ایک ورق نہیں سناتے اور انکا قیام سنتِ ابراہیمی کو تازہ کرنے اور یاد دیر قرار رکھنے کا سود نہیں۔ مدینہ منورہ سے جب پہلے سال ہجری میں آئے تو انہیں حکم ہوا۔ کہ صفا مردہ کے درمیان دوڑتے ہوئے ڈراکندھے ہلا کر چلنا کیونکہ کافر سمجھ رہے ہیں کہ مدینہ کی آب و ہوا ہجریں کو مخالف پڑی ہے یہ حکم کیوں اتناک حاجیوں پر نافذ ہے۔ مآثر و حقیقت آئینہ نسلوں کی تعلیم و تربیت میں ایک بڑا حصہ لیتے ہیں اور اسی سبب سے انکا قائم رکھنا از بس ضروری ہے ہندوستان میں ہزاروں یورپین سیاح آئے اور سلامی یادگاروں کے مشاہدے کے بعد انہوں نے سطوت و شوکت اسلام پر حیران نہیں

ہند میں حاصل ہوئیں ہزار ہا مہسوط کتابیں لکھ ڈالیں جن سے سلاطین اسلام کی زندگی روشن ہوتی ہے۔ ان مزارات کا چیرچہ اور اینٹ اینٹ تیار کج اسلام کی ایک داستان ہے جس سے ہر شخص کم و بیش متاثر ہوتا ہے چنانچہ مولوی طغر علیخان بھی باوجود ادعا کے توہم کے جب سہرام میں شیر شاہ کے مزار پر گئے کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ایک گنبد عظیم بالائے مرقہ دیکھا تو آپ بھی اس گنبد کے گز سے زمانہ میں اسکی صولت و سطوت سے متاثر ہوئے۔

بغیر نہ کہ اسی گنبد سے آپ نے ایک صدی بھی سنی جو اخبار ریندار مورخہ الکتوبر ۱۹۲۵ء کے ذریعے مسلمانوں کے گوش گزار ہوئی۔ وہو ہذا :-

گنبد سے آرہی ہے صدائے شہزادہ
 وہ دن نہیں ہے دور کہ اسلام کا علم ہو گا بلند ہند میں پھر اس مقام سے

یہ اثر و متاثر دن رات صبح و شام زبان حال اسلام کی گذشتہ شوکت و صولت غفلت و مہابت کی تاریخ سناتے رہتے ہیں۔ اور اہل الرائے حضرات بقدر فکر ان سے استفادہ کر کے مسلمان کو پیغام عمل دیتے رہتے ہیں کہ ان کا جمود دور ہو۔ اور انہیں عزم و ہمت پیدا ہو۔ لیکن باوجود ان خوبیوں کے وہابیوں کا انکولات و غرے کے استھان بننا۔ جنوں سے تشبیہ دینا اور ان کے انہدام پر مسرور ہونا و حقیقت اسلامی تاریخ کو تباہ و برباد کرنے کی نیت بد سے ہی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اگر حجاز میں بھی مسلمانوں نے اپنے آقا و مخدوم سرور کو نین شہنشاہ دو جہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانشینوں و جگہ داروں کے دنیا میں فردوس برین کا مرقہ نصیب ہوا، کے مقامات کو بطور یادگاروں کے آئندہ نسلوں کے لئے قائم رکھا۔ یا ان کے قریب و جوار میں مساجد تعمیر کیں جہاں وہ جمع ہو کر اپنے خالق و معبود کے لاتعداد احسانات یا پیش ہیا نعمتوں کے شکر یہ میں سرسود ہوتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت لازم آئی۔ توجہ میں کوئی رخنہ پڑا۔ تعلیم نبوی کی کہاں خلاف ورزی ہوئی۔ کہ بے بصیرت نجدیوں نے انہیں

مناقی اسلام جا کر انکا توڑنا فرض سمجھا۔ آج ہندوستان میں ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو نجدی سنت کی تجدید چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ چند مقابر کے انہدام سے وہ اسلام میں کیا چار چاند لگا دیں گے۔ یا مکہ معظمہ میں مقابر و مساجد کی مسامری سے اسلام میں کیا تروتازگی آگئی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے والد یا استاد کی کوئی شے انکی وفات کے بعد بطور نشانی رکھ لیتا ہے۔ یا انکی جائے رٹائش کو اسلئے محفوظ کر لیتا ہے کہ اسکے دیکھنے سے انکی زندگی کا نقشہ اسکی آنکھوں میں پھر جائے۔ تو اس میں کیا گناہ ہے اور یہ کس طرح اسلام کے منافی ہے کیا ان چیزوں یا مقامات کا لازمی طور پر یہ نتیجہ ہے کہ رفتہ رفتہ یہ اسکی خالق و معبود بن جائیں اور وہ اپنے خداداد احکام رسول صلعم سے بے نیاز ہو کر انکی پرستش شروع کر دیں اگر حقیقت یہی ہے تو ہمیں لا محالہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسلام سے زیادہ کفر اور بودا مذہب اور کوئی نہیں۔ مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام باتیں بعید از قیاس ہیں۔ قرآن کریم اللہ جل شانہ کا کلام ہے لیکن مسلمانوں میں اجتہاد اسکی پرستش شروع نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ خالق کے درجہ تک پہنچا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے اگر کوئی گروہ تعلیم سے بے بہرہ ہو کر اسے اپنا معبود قرار دے لے۔ تو یہ اس گروہ کی ایک فاش غلطی ہوگی۔ اور ہرگز لازم نہ آئیگا کہ توجید باری کے قائم کرنے کے لئے دنیا میں تمام مصحف تلف اور ہدایت کی تمام راہیں بیکفعل مسدود کر دی جائیں۔

نجدیوں کو زیر گوں قبوں کی بلندی میں اسلام کی پستی نظر ہے

ہندوستان کے وہابی اور نجدی ذریت انہدام مقابر و قباب پر بغلیں بجا رہی ہے۔ اور خوش ہے کہ ابن سعود نے وہ کام کیا جو رستم و ستان نے نہ کیا ہوگا چنانچہ اسکے اس فعل کو بوقلمون طریقوں سے مٹانا چاہتا ہے کسی و غلط میں یہ بیان ہوتا ہے کہ اسلام کا دوزخ اول پھر جلہ گروہ ہے۔ کسی مجلس میں یوں کہا جاتا ہے کہ ترقی اسلام کا زینہ جو مدتوں سے مفقود تھا اب ظاہر ہو گیا ہے

اور وہ علماء اور نہیں کہ اسلام پہرانی اصلی آب و تاب سے منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو عرض کئی صدیوں کے تلاش کے بعد ان محققین کو معلوم ہو گیا کہ اسلام کی پستی و زوال کا راز ان قیاب کی موجودگی میں مضمر تھا۔ اس لئے یہ لایہ دی تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے یہ رکاوٹیں جو سب راہ ہو رہی تھیں دور کر دی جائیں۔ کیونکہ ان کی حاضری و غیاب پر پند نصیحت - تبلیغ عرض پر عقیدہ و نیک تحریک کا قلع و قمع کرتی تھی۔ جن لوگوں کے دماغ اس طرح منور ہو رہے ہوں ان سے جو کچھ بھی سرزد ہو کم ہے۔ مزارات و گنبدوں کی مسامری کے لئے بہت سی وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان کا ملخص صرف اسیتقدر ہے کہ

(۱) یہ مزارات خلاف شرع مبین ہیں اور

(۲) انہی موجودگی کفر و شرک کی تبلیغ کرتی ہے۔

پیش ازین کہ ہم مخالفین کے دلائل کو جو انہوں نے انہدام کے جواز میں بہم پہنچائے ہیں مسترد کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز عمل کو دیکھیں کہ انہوں نے اس مسئلہ کے متعلق امت محمدی کو کیا سبق دیا ہے۔

قبر کے گرد چار دیواری اور پرچھیت ہونیکے متعلق صحیح کا عمل

سب سے پہلا واقعہ جو ہمارے پیش نظر ہے وہ حضور صلعم کے وصال کا ہے جب اس شہنشاہ مجرب و قاجار رسالت نے حق سے پوئستگی اختیار کی تو بعض صحابہ نے رائے دی کہ حضور کا جنازہ اٹھایا جاوے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ موجودگی حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ و دیگر کثیر تعداد صحابہ کے ارشاد فرمایا کہ نبیؐ جہاں پر فوت ہوتا ہے اسی جگہ اُسے دفن کیا جاتا ہے اسلئے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابدی آرامگاہ اسی جگہ منیفہ کو بنانا

ضروری ہے اس پر صحابہؓ نے اتفاق کیا اور حضور کو اسی جگہ دفن کیا گیا اس حجرہ پر چھیت بھی تھی۔ اور چار دیواری بھی قائم تھی گویا یہ حجرہ مقبرے کے مترادف ہو گیا اور حضرت عائشہؓ صدیقہ نے جنگی ملکیت میں یہ حجرہ تھا۔ اپنی رہائش وہاں ترک کر دی۔ مسلمانوں کے پاس اسوقت اتنا دافرزد مال نہ تھا۔ کہ اس حجرے کو بہترین طریقہ سے بنا دیتے۔ یہ سعادت آنیوالی نسلوں کی قسمت تھی۔ اور اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اسی حجرہ مبارکہ کے پہلو میں مسجد نبویؐ تھی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل کا اتباع ضروری ہے اور صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ واجب العمل ہے تو کیا یہ اتباع سنت نہیں کہ قبر پر چھیت کا ہونا یا قبر کے پہلو میں مسجد کا بنالینا مستحسن ہے۔ اور ازروئے شرح مبین اس پر کچھ اعتراض بھی وارد نہیں ہو سکتا تعجب ہے کہ وہ حدیث جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ اور جسکی بنا پر آج تمام قیاب ڈھائے جا رہے ہیں اسوقت کسی صحابی کو بھی یاد نہ رہی یا دانستہ اس سے اغماض کیا گیا لیکن تین ہوسال بعد جامعین حدیث کو یہ قول رسول صلعم معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے ایک گونہ صحابہ کرام کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے (نعمو باللہ) بے بہرہ بنایا۔ اگر عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جنگی مدت العر خدا مت رسول میں کئی اور چیزوں نے اشاعت و تبلیغ اسلام میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ اسلام سے ایسے ہی پیغمبر تھے تو الحدیث کو ہم آہنگ رخصہ ہو کر یہ عقیدہ بھی رکھنا چاہئے۔ کہ صحابہ کرام نے چار دانگ عالم میں اسلام نہیں پھیلایا۔ بلکہ وہ کچھ اور ہی شے تھی اور خدا جائے انہوں نے احکام خدا اور رسول صلعم کی (نعمو باللہ) کس قدر خلاف ورزی کی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو منع فرمائیں کہ قبر پر چھیت نہ ہو لیکن صحابہ کرام انہیں زیر سقف دفن کریں اور پھر یہی صحابہ مایہ ناز و فخر اسلام شمار ہوں۔ ع - بسوخت عقل زجیرت کہ ابن چہرہ العجبی بہت *

عہد حضرت علیؑ میں حرام المؤمنین قبر میں تدفین نبائی گئی

ترمذی شریف - جلد اول - صفحہ ۱۰۰ باب تدفین المؤمنین میں ہے
حدثنا اسحاق بن منصور نا ذهب بن جبر نا ابی قال
سمعت ابا ذر نا یحدث عن یزید ابن الاصر عن میمون
ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم تزوجا وهو حلال
وبنی بھا حلالا وماتت بسوف ودفناھا فی القلعة اللتی بنی
بھا فیھا - روایان حدیث فرماتے ہیں کہ حضرت ام المؤمنین سیدہ میمونہ
رضی اللہ عنہا نے مقام سرف میں (یہ ایک موضع مکہ سے دس میل کے
فاصلہ پر واقع ہے) رحلت فرمائی - اور انکو اسی طہ (یعنی سایہ پوش یا
سایہ دار مکان) میں دفن کیا - جہاں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے شب زفاف آرام فرمایا تھا -

کہاں میں غلامان بخند جو اپنے آپ کو اللہ پرست کہتے ہیں انہیں اور بتائیں
کہ جب قبر کے گرد تعمیر مکان ناجائز ہے تو کیوں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو
مکان میں دفن کیا گیا - آپ کی وفات ۳۵ھ میں بخلافت حضرت علی
کرم اللہ وجہہ ہوئی - اگر حضرت علیؑ کو مسلمانوں کی قبریں مسما اور برابر
کرنے پر مامور کیا گیا ہوتا تو وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو کیوں قبہ میں دفن کرنے
دیتے - اور ان کے فرزند محمد بن حنفیہ اپنے چچا حضرت محمد اللہ بن عباس
کے مزار مبارک پر کیوں خیمہ نصب کرتے ؟

مخالفین بھی مان گئے کہ قبہ مانع پرستش قبر ہے

مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کے لئے بقول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
یہ ایک تشبیہی حکم تھا جبکہ اجراء عام مسلمین پر نہیں ہو سکتا - لیکن اگر

ایک حدیث بھی اس کے ثبوت میں پیش نہیں کی گئی اور یہ ان کا محض دعوئے
ہی دعوئے ہے - لیکن ہم ان کے اس دعوئے بلا دلیل کو خامشی کے ساتھ
تسلیم کر لیتے ہیں - اور نہیں سمجھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کے متعلق
بحث کر کے سواد بی کے مجرم قرار دے جائیں - لیکن اسبغہ ایک حدیث کا حوالہ
ضروری ہے - جسے مولوی محمد داؤد صاحب غزوئی امرتسری نے اپنے مضمون
بعض ان "مزارات" - قیہ - اور گتہ شریعت کی روشنی میں "مطبوعہ اخبار غنیمت"
۶ - اکتوبر ۱۹۲۵ء میں زیر ارشاد شہتم پیش کیا ہے وہ ہوندا ہے -

(۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا -

"لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبياءهم مساجدا
ولو لا ذلک لافترقا فیدرک غایر انہ خشی ان یکون مسجدا (بخاری مسلم)
یعنی حضور کے مزار پر انوار کا کھلے میدان میں ہونا پرستش کے خطرے سے خالی
نہ تھا - اسلئے حجرے میں دفن کئے گئے - گویا یہ بلا تاویل تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قبہ جو
پہچت اور چار دیواری کا نعم البدل ہے (کی موجودگی مانع پرستش و شرک و کفر ہے
بدین وجہ قبہ ایک سخن چیر ہے جسکا قائم رکھنا از بس ضروری ہے اسلئے لایا ہی ہے
کہ مشاہیر اسلام کی مرقہ پرستی کو ہٹانے کیلئے ان پر قبے بنادے جائیں تاکہ پرستش
ہٹا دوں - اور دہائی اس علم میں دنرات نہ گھلا کریں -

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا مرقہ حجرہ میں نبویا

ہم پہلے عرض کر آئے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کے
متعلق ہم میدان بحث میں آنا نہیں چاہتے لیکن بخبر پرستوں سے اتنا ضرور پوچھنا
ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں یہ وصیت کی کہ انکو جناب سرور کا
صلعم کے پاس دفن کیا جائے - حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی صحابہ
میں سب سے ممتاز اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے - خوشنودی اور رسول کی ولایت

سے مالا مال تھے۔ ارشادات آتائے دو جہان سے پوری طرح باخبر تھے۔ قرآن و حدیث کے بہترین عامل تھے۔ اور انکو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ حضورؐ نے مخالفت فرمائی تھی کہ قبر پر چھت یا قبہ ہرگز نہ کیا جائے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا یہ فعل آیندہ نسلوں کے لئے ایک مسئلہ کی حیثیت رکھے گا۔ وہ خادمان رسول میں سے تھے اور ایک اصحابی کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ نبی نہ تھے کہ تخصیص کے حکم سے رعایت لیتے پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے ایسا عمل فرمایا۔ تاریخ شاہد ہے اور زمانہ پکار پکار کر رہا ہے کہ آپ چھت کے نیچے اپنی خواہش سے مدفون ہوئے۔ اور آج تک آپکا مزار مرجع خلافت ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آپ کے دفن کے موقع پر نہ تو صحابہ اعتراض وارد کرتے ہیں اور نہ ہی ائمہ کرام اسکے متعلق کوئی حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں۔ رافضیوں کے لئے تو یہ فعل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت دلخوش ہو گا کیونکہ انہیں ایک اور اعتراض ہوتا تھا گیا۔ جسکی بنا پر وہ وظیفہ سب دشتم کو طوالت دے سکتے ہیں۔ لیکن دیگر فرق اسلامی اسکا کیا جواب دیں گے۔ کہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ نے فرمان رسالت کی پروا نہ کی اور ان احادیث پر جو قباب کے خلاف پیش کی جا رہی ہیں عمل نہ کیا۔ کیا ایک خلیفہ برحق و افضل البشر بعد الانبیاء و پیشواۓ اسلام کو اوخویش تنگم است کر رہی کند۔ کامصداق بنایا جائے یا کیا چلے۔ کیا اسے دین میں بخدی حکم جتنی بھی دستگاہ نہ تھی۔ یہ اعتراض کسی طرح اٹھائے بھی نہیں اٹھ سکتا۔ ہاں اگر کوئی بخدی مدکرے اور تاریخ کے برقی تھقے سے مانعہ ندومی ضو فگن ہو کر ثابت کر دے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر جو پہلے قبر رسول الثقلین بتائی جاتی ہے مصنوعی اور قبالی ہے اور یہ کہ حضرت صدیق کا انتقال مدینہ منورہ میں نہ ہوا تھا۔ تو اور بات

حضرت فاروقؓ نے خود اپنا مزار زیر قبہ بنوایا۔

حضرت صدیقؓ کے بعد اسلام کے دوسرے خلیفہ الرسول زینت مینر و محراب

حضرت عمر ابن الخطابؓ تھے اور تاریخ اسلام میں اجرائے قوانین شرع مبین میں انکا مشہور ہیں آپ نے بھی عرض الموت میں بار بار حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کر کے اجازت چاہی کہ وہ اپنے مرشد و مادی سرور دو جہان کے پہلو میں دفن ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تکلیف کا خیال ترک کر کے انہیں اجازت بخشی اور وہ امیر المؤمنین بھی اسی قبہ کے نیچے سپرد خاک ہوا۔ ظاہر حضرت عمر بھی اس حکم سے نابلد تھے۔ کہ قبر پر قبہ کا ہونا ممنوع ہے لیکن تعجب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یازدہ سالہ عہد مودلت مہد میں کسی صحابی نے انکی توجہ اس امر کی طرف منطوف نہ کی اور نہ ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو دمایونکی مایہ ناز ہے انکے گوش گذار کی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل خلاف حکم رسول صلعم تھا کہ کم از کم وہ خود تو مورد الزام نہ ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ صحابہ اس حدیث سے نابلد تھے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ان میں سے ایک بھی صدائے حق بلند نہ کرتا۔ یہ سعادت ہمارے زمانہ کے المحدث ہی کی قسمت تھی۔ کہ وہ صحیح مفہوم کو توڑ مرد کر خاصان خدا پر افترا کریں۔ اور انہیں اپنے سے بھی کم درجہ کا مسلمان تصور کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی پر اتکفا نہیں کیا بلکہ وہ حجہ مطہرہ جمہیں مزارات مقدسہ حضور سید عالم صلعم و صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور جو پہلے کھجور کی کٹیڑیوں کا تھا آپ نے اُسے کچی ریتوں سے تعمیر کیا۔ جیسا کہ محقق علامہ عبدالحی عثمت دہلوی کی کتاب جذب القلوب میں مندرج ہے +

نجدیوں کی ایک توجیہ کا اطلاق

بخاری صاحبان یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات سے منقول ہے کہ یوم حشر کو وہ شیخین کے ساتھ اٹھیں گے مسئلے ان ہر دو بزرگواروں کی قبریں وہاں نہیں ورنہ ایسا نہ ہوتا یہ دعوئے بھی کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا حضرت عمرؓ کو اگر اس حدیث کا علم ہوتا۔ تو وہ ہرگز اپنی قبر کے مضطرب نہ ہوتے اور بار بار

حضرت عائشہؓ سے درخواست کرتے یا اپنی درخواست کی تقویت کے لئے قرآن سے
حدیث کا اعادہ فرماتے تاکہ حضرت عائشہؓ رضی کی جانب سے انکار کا خطرہ نہ
بھی نہ ہوتا۔ ثانیاً حضرت صدیقہؓ بھی جتنے خزانہ دماغ میں نصف علم رسول اللہ صلی
موجود تھا۔ اس حدیث سے بے خبر تھیں کیونکہ انہوں نے بوقت اجازت اس امر کا
ذکر تک نہیں فرمایا کہ حکم خدا اور رسول حضرت عمرؓ وہیں مدفون ہوں گے۔ بلکہ
انہوں نے کہا اگرچہ انہیں اپنے شوہرنا مدار اور پدر بزرگوار کی زیارت مزارات
کے بارے میں تکلیف ہوگی لیکن حضرت عمرؓ کی خاطر اسے برداشت فرمالیں گی۔
کیا یہ امر حیرت افزا نہیں کہ حجرہ حبلیہ کی گلیت تھی اسے بھی حدیث کا علم نہوا۔ اور
جسکو وہاں دفن ہونا تھا۔ وہ بھی مدت العراس سے بے خبر ہی رہا۔ لیکن جامعین
احادیث کو ۳۰ سال بعد اسکا علم ہو گیا۔ اور حضرت شیخینؒ کے تدفین کے متعلق
شرعی حیالہ نکل آیا۔ ہذا اثبتی عجباً +

شیخین کے مزارات پر قبہ ہو اور پر کیوں نہ ہو۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب شیخین کی قبور سقف کے نیچے موجود ہیں تو کیا وجہ ہے
کہ حضرت عثمان رضی جو خلیفہ برحق اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ یا حضرت علی رضی
جو داماد رسول صلی اور بہر صفت موصوف تھے۔ یا حضرت حمزہؓ و عباسؓ جو رسول
صلی کے جلیل القدر چچا تھے کے مقابلہ پر قبہ جات نہوں۔ یاد دیگر اویسؓ کرام کی
قبور کو خستہ حالی یا پائمالی میں چھوڑ دیا جائے۔ اللہ حبشاً اپنے قرآن کریم
میں جناب سرور کائنات کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ منہ فکوں میں سے اگر کوئی
مر جائے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔ کیونکہ انہوں نے
اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور فسق میں مر گئے۔ گویا مطلب یہ ہے
کہ کفار کی قبروں پر فاتحہ و عجزہ کی ممانعت ہے لیکن مومنین کی نماز جنازہ اور ان
کے قبور پر فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اسی لئے جناب رسالتاب نے زیارت قبور کی

تائید فرمائی ہے۔

- (۱) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کرو۔
کیونکہ وہ تم میں آخرت کی یاد پیدا کریں گی (ابن ماجہ۔ باب زیارت قبور)
- (۲) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی نے فرمایا کہ میں نے تمکو پہلے
زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ لیکن اب انہی زیارت کرو۔ کہ اس سے دنیا کی طرف
بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا ہوگی (ابن ماجہ)
- (۳) قبروں کی زیارت کرو کہ یہ شے موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مسلم)
- (۴) جو شخص اپنے والدین کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کیا کرے گا اسے مغفرت ہوگی
اور یوں سمجھا جائے گا کہ اس نے حق الخدمت ادا کیا (بیہقی)
- (۵) حضرت کے حجرہ میں جب حضرت عمرؓ دفن ہو چکے تو حضرت عائشہؓ پر وہ کر کے
اندر جاتی تھیں ورنہ اس سے پہلے ننگے بھی چلی جاتی تھیں کیونکہ حضرت عمرؓ
ان کے قریبی رشتہ دار نہ تھے۔ (رواہ احمد)
- (۶) قبور پر زیارت کرنے کے لئے عورتوں کو پہلے پہل منع کیا جاتا تھا۔ اور ملعون قبور
ہوتی تھیں۔ مگر بعد میں اجازت ہو گئی تھی۔ اب بھی جو بے قاعدہ ہوں انکو جانا
منع ہے۔ (مسلم)

عورتیں اور زیارت قبور

مولوی داؤد صاحب غزوفی نے اپنے مضمون میں جسکا حوالہ پیش ازیں ہو چکا ہے
زیارت و مقیم ایک حدیث بیان فرمائی ہے جسکا حوالہ اس جگہ ضروری ہے آپ
کھتے ہیں۔

”حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی نے فرمایا۔ لعن اللہ
ذاتات القبور والمتخذین جلیہا المساجد والسااجم۔ قبر کی زیارت
کرنیوالی عورتوں اور قبور پر مسجد بنانے اور چراغ روشن کرنیوالوں پر خدا کی لعنت ہے +

گویا عورتوں کا قبور پر جانا قطعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنا ایسا مستحق عذاب الہی ہے۔ لیکن

تمام کتب احادیث و تاریخ سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ بعد از وصال حضور صلعم حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت قبور کے لئے برابر جاتی رہیں۔ اور اسی طرح خاتون جنت بھی حضور صلعم کے مزار پر انوار کی زیارت فرماتی رہیں۔ اگر حدیث متذکرۃ الصدوق درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازمی طور پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (نور اللہ علیہا) اس وجہ میں شامل ہو جاتی ہیں جو صحیح قرآنی کے خلاف ہے۔ کیا بخیر بتا سکتے ہیں کہ انکا اس بارے میں کیا عقیدہ اور یہ صحابیائیں اس حدیث کے تحت میں نہیں آتیں ؟

اس جگہ نامناسب ہو گا اگر ہم اہلحدیث کی زبان بندی کے لئے ایک اور حدیث صحیح مسلم سے نقل کر دیں تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ مولانا داؤد صاحب نے جو حدیث بیان فرمائی ہے وہ کس قدر اُنکے مطلب سے بعید ہے اور صحابیات پر جو الزام انہوں نے اس ضمن میں عاید کیا ہے وہ کتنا ناپاک ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ زیارت قبور میں میں کیا پڑھوں فرمایا یہ دعا۔ السلام علی اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین یرحمہ اللہ المتقدمین منا والمتاخرین وانا انشاء اللہ بکھلاحقون۔ اگر عورتوں کے لئے زیارت قبور سبب لعنت ہوتی تو حضور آپ کو اس امر سے منع فرماتے نہ یہ کہ دعا کی تعلیم دیتے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محدثوں کا قبور پر جانا ہرگز اسلام کے منافی نہیں اہلحدیث حضرات احادیث نمبر ۶۶ و حدیث متذکرۃ الصدوق پر محور فرمائیں اور دیکھیں کہ وہ کہاں تک صداقت کو کام میں لا رہے ہیں۔ اور کیوں ارشاد جنوی میں تحریف کر کے ابن عبد الوہاب کی تعلیم نام کو واجب العمل بتا رہے ہیں انہیں معلوم رہے کہ اس معنی نامشکو میں ہر قدم پر ناکامی ان کے شامل حال رہیگی۔

اور کیوں ہنوز بزرگان دین کی نوہیں کا یہی نتیجہ ہمارا کرنا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث نمبر ۱ تا ۱۱ سے ضرور ہویدا ہو گا کہ قبور پر جانا بت پرستی یا شرک میں داخل نہیں بلکہ عین اتباع رسول ہے اور اس عمل کا انکار تارک سنت بنانا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ بالخصوص صدیق شہید اور صلی کی قبور محفوظ رکھی جاویں۔ تاکہ ان کی موجودگی نہ صرف دنیا کی بے ثباتی اور کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربان ذوالجلال والا کلام کی تفسیر آشکارا کریں۔ بلکہ نیکی کی ترغیب و تخریب کی تعلیم بھی زائرین تک پہنچاتی رہیں۔

پھر قبریں کس طرح محفوظ رہیں

قبور کے محفوظ رکھنے کا جو طریقہ اہلسنت و الجماعت میں مروی ہے وہ سب کے پیش نظر ہے۔ اور اس کے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ ابن عبد الوہاب کی ذریت نے قبور کے متعلق جو احادیث پیش کی ہیں انکا لب لباب یہ ہے۔ کہ قبر پر قبہ تعمیر نہ کیا جائے چار دیواری قائم نہ ہو۔ قبر پر کھنگل یا لپیٹائی سے احتراز کیا جائے قبر سے جو مٹی نکلے اس پر اور مٹی (نہاد نہ ہو۔ اگر یہ سب امور درست تسلیم کر لئے جائیں تو خدا را اس مشکل کا حل بھی کر دیا جائے۔ کہ باد و باران۔ جانوروں کی پامالی اور دیگر شوائب و نوائب زمانہ سے انکو محفوظ رکھنے کا کیا طریقہ ہے تاکہ مسلمان اس پر عمل نہ ہوں۔ یا ان احادیث کا صرف یہی مطلب ہے کہ تمام اندک مدت میں صفحہ دنیا سے ناپید ہو جائیں اور پھر ڈھونڈنے سے بھی اُنکا نشان نہ ملے۔ اور مسلمان آثار بزرگان کو گم کر دیں۔ تجربہ شاد ہے کہ بخیروں کے قائم کردہ اصولوں کے مطابق کسی قبر کا محفوظ نہ ہونا غیر ممکن ہے تا وقتیکہ ہر روز اسکی نگہداشت نہ ہو۔ لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ اسکی لپیٹائی نہیں ہو سکتی۔ پتھر سم نہیں رکھ سکتے۔ مٹی اسپر نہیں ڈالی جا سکتی اندر میں حالات اسکی دیکھ بھال کس طرح مفید مطالب ہو سکتی ہے اس بارے میں جناب رسالتا صلعم کے ارشاد دربارہ زیارت قبور کو رکھ لو۔ اور دوسری طرف بخیر

کا دعوائے جسے احادیث سے مستحکم کیا گیا ہے اور پھر ان میں مطابقت دو فیض
ہمارا یہ حال ہوگا۔ درمیان قبر دریا تختہ بندم کردہ، ناباز میگاہی کردہ من ممکن شایدا

دشمنان قبور پیش کردہ ثبوت پر ایک نظر

ان مخالفین کے مطالعہ کے بعد ہم اب ان احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
جو دشمنان قبور نے انہدام کے جواز میں پیش کی ہیں سب سے اہم حدیث وہ ہے
جو حضرت جابرؓ سے منقول ہے اور دراصل یہی ایک حدیث ہے جسے الٹ پھر کر
متعدد طریقوں سے پیش کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا :-

قال خیر بنی ابوالزبیر انہ سمع جابرا یقول غی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم عن تجصیص القبور اویبہی علیہ اویجلیس علیہا
ابو زبیر حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قبروں پر بیٹھ کر نہ اپنی عمارت بنانے اور ان پر بیٹھنے سے +

اس حدیث شریف میں تین چیزوں سے مانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن
پیش ازیں کہ ہم اپنی نسبت کچھ عرض کریں انسب معلوم ہوتا ہے کہ شاحین
احادیث کی طرف رجوع کیا جائے کہ انہوں نے اس حدیث کا مطلب کیا
سمجھا ہے تاکہ ان اشخاص کے اقوال جنہوں خدمت حدیث میں اپنی عمر گزاریں
اور آئینہ الی نسلوں کے لئے مبدوحا کنابیں بطور یادگار کے چھوڑیں کیا ہیں۔ چنانچہ
مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ "زینت و تکلف
کے لحاظ سے قبروں کا چونرنگ کرنا ممنوع ہے" (ان یجصص القبور ما فیہ
من الزینۃ والتکلف) اگر یہ علت نہ تو کچھ حرج نہیں۔ قبر کو اگر مضبوطی اور
قائم رکھنے کے لئے پختہ کر دیا جائے تو جائز ہے۔ اس قول کی تائید اس حدیث
سے ہوتی ہے۔ جسے امام طحاوی نے نقل فرمایا ہے۔ مرن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قبرا بنی ابراہیم فرای فیہ حجر اسقط فیہ فقعدہ و قال

من عمل عملاً فلیقتہ۔ یعنی ایک نوحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادہ
حضرت ابراہیمؑ کے مزار پر گزرتے دیکھا کہ ایک پتھر ان کے مزار میں گر گیا ہے اسے
بلند فرمادیا۔ اور فرمایا جو شخص کوئی کام کرے اسے چاہئے کہ وہ اسے مضبوط کرے
اسی حدیث سے یہ بھی استفادہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی
پختگی اور مضبوطی کے لئے اسپر پتھر چرن رکھے تھے۔ اگر قبر کو مع تعویز خام رکھنا منظور
ہوتا تو ایسا عمل فرمانے۔ انہیں مضمون میں مشکوٰۃ شریف میں ایک اور حدیث
دارد ہوئی ہے جو بیان مولا ابوالاکو مزینہ تقویت بخشی ہے۔ "عن النعمان بن
محمد قال دخلت علی عائشہ زہز فقلت یا اماء اکشفی لی عن قبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ فکشفتی لی عن ثلاثہ
قبور لا مشرفۃ ولا لاطئۃ مبطوۃ ببطنی الحرامۃ الحدادۃ
ابو داؤد۔ یعنی قسم بن محمدؓ سے مروی ہے کہ میں ایک نوحہ حضرت عائشہ صدیقہؓ
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے عرض کیا کہ اے ام المؤمنین میرے لئے
جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی قبور کو کھول دیکھئے (یعنی پردہ
ہٹا کر زیارت کرا دیکھئے) پس انہوں نے مجھے تین قبور کی زیارت کرائی جو کہ نہ ہی اونچی
تھیں اور نہ ہی زمین سے پیوست تھیں اور ان پر سرخ سنگریز سے برسے ہوئے تھے
گویا ان سنگریزوں کا قبور پر ہوا ہے امر کے مترادف ہے کہ تعویذ قائم رہیں اور گرد و
عبارد اڑے اس لئے ان مقامات پر جہاں پتھر دستیاب نہیں ہو سکتا یا اونچ
گرانی کے ارتقا استعمال عام طور پر نہیں کیا جاتا اگر بغرض حفاظت قبر کو چونر
یا گچ سے محفوظ کیا جائے۔ تو کیا ہرج ہے۔ مدعا صرف اس قدر ہے کہ بتختہ یا
ریا کی غرض سے یہ فعل نکلیا جادے۔ بلکہ مقصود تحجیم و استحکام قبر ہو +

مانعت قبر پر گھر بنانے کی ہے

دوسرا حکم مانعت بنا کا ہے۔ بنا کہ معنی لغت عربی میں یوں منقول ہیں۔ بنا

یا گسہ خانہ و بہادران خانہ و زن بخانہ آوردن و بے اغواب بودن کلمہ و بالفتح و
و تشدید و ن سمار۔ بنا بریں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ قبر پر گھر بنانا ناجائز ہے
نہ کہ قبہ۔ کیونکہ قبہ اور گھر میں تفاوت عظیم ہے اور عقل سلیم بھی اسی امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ قبر جو برت حاصل کرنے کے لئے ہے نہ مکان بنا کر رہائش کے لئے
اگر جناب رسا نقاب صلعم کو منظور ہو تا کہ قبہ جات تعمیر نہ کئے جائیں تو آپ ان
قبو علیہا فرماتے۔ جو کسی حدیث میں وارد نہیں۔ علاوہ بریں یہی علیہ
کے یہ معنی بھی بیان کئے جاتے ہیں کہ خود نفس قبر پر گھر نہ بنایا جاوے لفظ علیہ
سے ماحول قبر مراد لیا بھی قرین انصاف نہیں کیونکہ اگر یہ معنی لئے جاویں تو پچیس
علیہا کے یہ معنی ہوں گے کہ خود قبر پر یا اسکے ارد گرد بیٹھنا بھی ممنوع ہے گویا قبر
کے نزدیک بیٹھ کر قرآن برائے ایصال ثواب پڑھنا یا دعائے مغفرت کرنا بھی ناجائز
ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضور نے زیارت قبور کا حکم نافذ فرمایا ہے
جبکی تعمیل کے لئے نشان قبر ضروری ہے اور چونکہ قبہ جات حافظہ نشان قبور میں
اسکے انکا انہدام خود قبر کے انہدام کے معنوں میں ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔

قبر پر خیمہ لگانا بھی جائز ہے

زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ قبر پر سال بھر تک ایک خیمہ اسلئے نصب کرتے
تھے کہ میت پر سایہ رہے۔ لیکن اسلام چونکہ ایسے توہمات کا حامی نہیں
اسلئے اذروئے شرع اگر قبور پر خیمے اسی غرض سے لگائے جائیں تو ناجائز نہیں
جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنے بھائی عبدالرحمان کی قبر پر خیمہ لگا پڑا دیکھا
تو اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو اکھاڑ دے۔ کیونکہ ان کے اعمال کا سایہ اسلئے
لئے کافی ہے۔ لیکن اگر یہ خیمے اس غرض سے لگائے جاویں کہ زائرین
کو آرام حاصل ہو اور وہاں بیٹھ کر ایصال ثواب کی توجہ بلا شک و شبہ جائز
ہیں۔ امام عینی نے اپنی کتاب عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ (۱) حضرت عمر

نے حضرت زینب بنت جحش اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما اپنے برادر معظم حضرت محمد
بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اور حضرت عید اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مزارات پر
خیمے نصب کئے۔ اسی طرح حضرت فاطمہ بنت امام حسن نے اپنے شوہر کے
مزار پر خیمہ لگایا۔ یہ خیمے اسلئے نصب ہوئے تھے کہ مدفونین پر سایہ کریں
بلکہ ان کی غرض و غایت یہی تھی کہ زائرین کو آرام نصیب ہو اور وہ اطمینان
کے ساتھ وہاں بیٹھ کر تلاوت قرآن و دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کریں

قبر پر زائرین کے آرام کیلئے عمارت بنانا جائز ہے

ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا علی نقاری المکی نے مرقاة شرح مشکوٰۃ
میں زیر تحت حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہے کہ بیشک ائمہ
سلف صالحین نے مشائخ و علمائے معروف کے مزارات طیبہ پر عمارت
بنانا مباح قرار دیا ہے۔ تاکہ لوگ ان مزارات مقدسہ کی زیارت کریں۔ اور
وہاں آرام پائیں عبارت یہ ہے۔ قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ
والعلماء المشہورین لئلا یروہم الناس ویستأرجون بالجلوس
فیہا۔ مجمع البحار میں علامہ محمد طاهر فتنی نے بھی اسی معنوں کو قلمبند کیا
عارف حمدانی قطب ربانی سیدی عبد الوہاب شعرائی نے اپنی کتاب میزان
کبرئے جزو اول صفحہ ۱۵۵ کتاب الجنائز میں منجملہ ان مسائل کے جنہیں ائمہ ثلاثہ
امام شافعی۔ مالکی و حنبلی رضی اللہ عنہم مشدد ہیں اور امام حاکم و اسلام
سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مخفف مسلمہ بنا علی القیور کی طرح
تحریر فرماتے ہیں ومن ذلک قول الائمة الثلاثة ان القبر لا یبانی
ولا یجصص مع قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ بجواز ذلک
فالاول مشدد والثانی مخفف یعنی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے کہ قبر پر عمارت
اور گچکاری نہ کی جاوے امام حاکم و امام ابو حنیفہ رحمہما رضی اللہ عنہما کا قول ہے

ابو ہشیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھے علی مرتضیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو برابر کئے بغیر نہ چھوڑ۔

اس حدیث شریف میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ قبور جتنے برابر کرنا حکم دیا گیا ہے مسلمانوں کی قبریں یا کفار کی۔ لیکن اس پر تھوڑا سا غور کرنے سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ (۱) کہ یہ حکم کفار کی قبور کے متعلق صادر کیا گیا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی قبور پر نقصا دیر یا مجھے کبھی نہیں بنائے گئے اور نہ ہی انہوں نے کبھی قبور کو اتنا بلند بنایا تھا۔ جیسا کہ نصارے آجکل بناتے ہیں (۲) کفار کی قبریں اکھڑی جاسکتی ہیں نہ کہ مسلمانوں کی۔ جیسا کہ فتح الباری شرح بخاری جلد ثانی ص ۲۶۱ پر مرقوم ہے کہ حضور صلعم نے مشرکین کی قبور کی نسبت حکم فرمایا پس وہ اکھڑ دی گئیں۔ مسلمانوں کی قبریں ڈھانا تو ہمیں میں داخل ہے۔ اسلئے اس حدیث کو مقابلہ کے انہدام کے لئے پیش کرنا ایک حرکت مذہبی ہے۔ (۳) اگر اس حدیث سے یہ مفہوم لیا جاوے کہ دو علیحدہ حکم اس حدیث شریف میں دئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ کفار کی قبروں پر نقصا دیر کو مٹو کر دیا جاوے۔ اور دوسرے کہ مسلمانوں کی قبور کو برابر کر دیا جاوے۔ تو یہ تاویل بھی درست نہیں ملتی۔ کیونکہ اگر حکم ثانی نہیں مسلمانوں کی قبریں مراد ہوتیں تو ان کے لئے حکم ہوتا کہ زمین سے بالشت بھر بلند رکھی جاویں نہ یہ کہ زمین کے بالکل ہموار کر دی جائیں (۴) جن قبور کی مسامحہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تعین ہوا انکی نسبت کہیں بھی تعبیر نہیں کہ وہ کن صحابہ کی قبریں۔ جو حضور صلعم کی حیات میں مکہ معظمہ میں وفات پانچے تھے اور ان کی قبریں استقدربلند بنائی گئیں تھیں کہ انکو حضور نے گرانا ہی نسب خیالی فرمایا۔ صحابہ کرام اسلام کے استقدربلند تھے۔ کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں کوئی کام بھی بلا استمرار حضور نہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی حضور کے اخلاق کریمانہ میں یہ بات داخل تھی۔ کہ وہ اپنے خادموں کی تکفیر تکفین میں شرکت

سے امتراز فرمائیں کیا یہ امر باعث تعجب اور خود اسلام پر ایک بدنامد صبر نہیں۔ کہ وہ چند قبور جو حضور کی موجودگی میں بنائی گئیں اور چہر آپ نے فاتحہ پڑھا وہ بھی خلاف شریعت تھیں۔ اگر حکم خدا یہ قبور گرائی گئی ہوتیں تو یہ اور بات تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو معلوم ہوگا۔ اپنے عمل کے برخلاف فرمانا کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں ہو سکتا اور نہ ہی صحابہ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کیونکہ جب حضور کی موجودگی میں آپ کے جان نثاران کا یہ عالم تھا تو امت سے کھلا حاصل ہے (۵) حضور صلعم نے مدینہ منورہ میں اپنے مشرف (بلند) قبر بنوائی۔ حضرت عثمان بن مظعون مہاجرین میں سے تھے۔ جنہوں نے سلسلہ میں وفات پائی۔ اور پہلے صحابی تھے جو جنت البقیع میں مدفون ہوئے

بلند قبر بنانے کی جاز

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں طلب بن ابی وداعہ روایت ہے

عن المطلب بن ابی وداعہ قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج جنازة فدفن امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلا ان یا یحییٰ فلم یستطع حملها فقام الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسوعن ذراعہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسوعنا ثم حملها فوضعا عند راسہ وقال اعلم بها قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابوداؤد۔

مطلب بن ابی وداعہ نے روایت کی کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو انکا جنازہ نکالا گیا اور دفن کئے گئے تو حضور صلعم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ایک پتھر اٹھا لاوے۔ پس وہ شخص پتھر اٹھانے پر قادر نہوا پس حضور صلعم خود

استادہ ہوئے اور اپنی دونوں آستینیں پڑھالیں مصعب نے بیان کیا کہ کہا اس شخص نے جس نے خبر دی تھیکو رسول صلعم سے کہ گویا اب بھی وہ فوراً زویری نظر میں ہے پھر حضورؐ نے پھر کو اٹھایا اور قبر کے سرہانے نصب کیا اور فرمایا کہ میں اپنے بھائی مظعون کی قبر پر نشان رکھتا ہوں تاکہ جو میرے اہل سے وفات پائے اُسے اسی جگہ دفن کروں۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند سیدنا ابراہیم کو وہیں دفن فرمایا اسی جگہ حضرت عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاصؓ اور سعید بن زید کے بھی مزارات ہیں جو سب زیر قبہ ہیں۔

بخاری شریف میں بھی ایک حدیث حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے متعلق موجود ہے جس میں مرقوم ہے کہ قبر اس قدر بلند تھی کہ ایک آدمی اُس پر سے چھلانگ نہ مار سکتا تھا۔ ان احادیث سے قبر مشرق کا حضور صلعم کی ماضی میں بننا ثابت ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ برائے نام اہل حدیث باوجود ان حقائق کے مسلمانوں کی قبور کے انہدام کی بابت احادیث میں تحریف کے محض ابن سعود کی حمایت کیلئے قول و فعل رسولؐ کی شرمناک تکذیب کر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعین نجدیوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اگر وہ احناف کا فرد مشرک سمجھتے ہیں تو ان کا یہ فعل درست ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی قبہ جات سے تو اسے کچھ بھی تعلق نہیں ۴

کسطح قبروں کو عبادت گاہ بنانا ممنوع تھا

حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا دیکھو تم سے پہلی امتوں نے انبیاء اور صلحا کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بناؤ۔ میں تنکو سختی سے منع کرتا ہوں ۴

عسقلانی

مشیح العصر احد الحافظ قاضی القضاۃ علامہ ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر

شافعی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح الباری میں فرماتے ہیں۔

بیضاوی نے کہا جب یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو تعظیم سجدہ کرتے تھے۔ اور انکو قبہ بنا کر انکی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور انکو بیت بنا کر پوجتے تھے تو اللہ اور اس کے رسول نے ان پر لعنت فرمائی۔ اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنالی اور بہ نیت تعظیم مناد اس طرف پڑھی وہ اس وجہ میں داخل نہیں۔ قبروں کو سجدہ گاہ بنالینا اور انکی پرستش کرنا حنفیوں کے مذہب میں قطعاً اور دائمی طور پر ناجائز ہے۔ اہلحدیث حضرات خارا تبتائیں کہ آج تک کسی مسلمان نے قبہ کو پوجا ہے یا قبہ کو

یوں مخاطب کیا ہے کہ تو خالق و رازق اور مشککشا ہے یقیناً یہ امر کسی دہائی کے مشاہدے میں بھی نہ پایا ہوگا۔ تو قباب کو منہدم کرنا اگر جہالت اور بربریت نہیں تو اور کیا ہے اور انکو گرانے سے کیا فائدہ۔ کہا جاتا ہے کہ قبہ کی موجود

مؤید پرستش ہے لیکن یہ بھی غلط ہے بہت سے مزارات ایسے بھی ہیں کہ چیر قبہ موجود نہیں لیکن مرجع خلافت میں اور سینکڑوں ذرائع ہر روز

ان کی زیارت سے شاد کام ہوتے ہیں۔ بہت سے دنیا داروں کی قبور ایسی بھی ہیں کہ ان پر از رو سے تفاخر و تکبر قبہ تعمیر کئے گئے ہیں لیکن وہ فاختہ کو ترس

رہی ہیں۔ وہاں ناز و عن کے آشیانے بنتے ہیں اور بوم شوم کی تفریح کرتے ہیں اگر مشاہدہ کی چشم دور بین کو داکر کے دیکھا جائے تو انہیں یقین ہو جائے گا

کہ قبہ صرف حافظ قبر ہے اور بس۔ اصل چیز مدفون کی شخصیت اور ذاتی اعتقاد ہے جسے قبر سے کچھ بھی تعلق نہیں خدا پرست مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے

کہ وہ قبور کے پرستش کرتے ہیں اور اسلئے کہا جاتا ہے۔ کہ نجدیوں کی درندگی طبع کے لئے ایک حیلہ نکل آئے حنفی مسلمان قبور کو خالق و رازق نہیں مانتے

انکو عبادتاً سجدہ نہیں کرتے۔ قبور پر انحصار کر کے جدوجہد و کشمکش جیات

دستکش نہیں ہو گئے۔ بیکس دہائیوں کا مرغی کی ایک ٹانگ گائے جانا انکے
توصیب پر مبنی ہے اگر انکا یہ خیال ہے کہ شہید صالحین اور صدیق زندہ نہیں
اور ان سے استمداد جائز نہیں یا انکا تو سل شرک اور کفر ہے تو یہ ایک دو کلمہ
مسئلہ ہے۔ جسے قبور یا قباب سے کچھ بھی تعلق نہیں لیکن اصل بحث سے
کنارہ کشی کر کے اور جو بیکر قبریں اکھڑنا یا مردوں کی توہین کرنا مذہب اور اخلاقاً
ایک معیوب امر ہے۔ اور اس فعل مذموم سے انکے خیال کے مطابق بھی کچھ
اصلاح نہیں ہو سکتی اصلاح کا واحد ذریعہ تبلیغ ہے اور اسی کی اشاعت
مذہب اسلام کا اساسی اصول ہے +

زمانہ نبوی کے بعد کی کن کن چیزوں کو بدعتا کہو گے

بہت تین احادیث دہائیوں کی مانہ ناز میں اور اپنی کی ہم معنی احادیث اپنی
بضاوت ہیں۔ لیکن یہ احادیث نہ تو سنش قبور کی مؤید ہیں اور نہ ہی قباب
قباب کی انہدام کی۔ قبہ کا شمار دہائی بدعت میں کرنے کے عادی ہیں اگر وہ
اگر وہ بھی چاہتے ہیں کہ جو کچھ گھد نبوی میں موجود تھا اس سے ایک قدم زیادہ
ترقی و ترمیم کی طرف نہ بڑھایا جائے تو عاملان حدیث کے لئے یہ بھی ضروری
ہے کہ صحاح ستہ کو ماتھ نہ لگائیں بچتہ و گھکار مساجد کو مسمار کر دیں مسجدوں
کے پکے فرش اکھڑ دیں۔ حوض پاٹ دیں سبیلیں گرا دیں۔ اپنے رفیع و حقہ
مکانات ہموار کر دیں عرض لباس۔ خورش و نوش۔ وضع و قطع میں عہد
رسول کا متبع کریں۔ لیکن انکا ان تمام باتوں سے کنارہ کر کے صرف قبہ جات
سے نگریں مازنا نیک نیتی پر مبنی نہیں۔ اصل مقصود دشمنی و توہین بزرگان
دین ہے۔ موجودہ زمانہ میں ٹیلیفون۔ تار۔ ریل۔ ڈاک۔ سوٹر وغیرہ لوازمات
ہیں۔ اور وہ شخص یقیناً فاجر العقل ہے جو ان سے اس بنا پر بہرہ اندوز نہیں
ہوتا۔ کہ یہ بدعات ہیں سے ہیں۔ ہندوستان کے دہائی ان بدعات سے

مستفیض ہو رہے ہیں لیکن انہیں خوش ہونا چاہئے۔ کہ ان کے بخدی بھا
ایسے نہیں کہا جاتا ہے کہ بخدی جب طائف میں پہنچے تو انہوں نے ٹیلیفون
دیکھا اور پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ وہ آلہ ہے جسکی وساطت سے مکہ مکرمہ
سے بات چیت ہو سکتی ہے وہ بولے ہذا من امر الشیطان اور فوراً اسکو
توڑ ڈالا۔ ۹۰ فیصد تعلیمیافتہ بخدیوں کے منور دماغوں کا ثبوت اس سے بہتر
اور کیا ہو سکتا ہے +

شجرۃ الرضوان کی معدی

دہائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں شجرۃ الرضوان
کو صرف اس لئے کٹوا دیا کہ کہیں اسکی پرستش شروع نہ ہو جائے۔ لیکن
یہ مضمون سرتاپا غلط ہے اور بخدیوں نے صرف پاس سخن واقعات کو مسخ
کیا ہے اور نابینائی دینت سے کام نہیں لیا۔ حدیث شریف میں وارد ہے
کہ سعد ابن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرۃ الرضوان
کو دیکھا تھا۔ پھر میں ایک سال بعد آیا اور اسکو نہ پہچانا۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے
کہ وہ اس جگہ پر گزرے بعد اسکے کہ شجر جاتا رہا تھا۔ تو فرمایا کہاں تھا بعضوں
کہا یہاں اور بعضوں نے وہاں بتایا۔ جب انہیں اختلاف زیادہ ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ چلو درخت جاتا رہا۔ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ کو
اپنے زمانہ خلافت میں خبر پئی کہ لوگ اس شجرۃ الرضوان کے پاس نماز پڑھتے
ہیں۔ آپ نے لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اور آپ کے حکم سے وہ درخت کاٹا گیا خوف
ظہور بدعت علامہ اسماعیل ان ہر دور روایات میں یوں موافقت کرتے ہیں۔
کہ جب اصلی درخت گم ہو گیا تو لوگوں نے کسی اور درخت کو شجرۃ الرضوان
فرض کر کے اسکے نیچے نماز پڑھنی شروع کر دی تو حضرت عمرؓ نے اس درخت
کو کاٹنے کا حکم دیا۔ نہ یہ کہ اصلی درخت کٹوا دیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں

شام و بیت المقدس فتح ہوئے آپ نے انبیاء کے مزارات اور صالحین کے قبور پر
مثلاً قبہ ابراہیم و عیصرہ کو مسحور نہ کیا اور نہ ہی وہ درخت کٹوایا جسکے نیچے سیدنا
ابراہیم علیہ السلام بیٹھ کر تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہ درخت جو کہ دنیا بھر کے درختوں
میں پرانا اور جسکی عمر ہزار سال کی بتائی جاتی ہے آج بھی موجود ہے لیکن آپ نے
ان سے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ ہی عباد آج اس درخت پر کھڑی چلائی۔
جو ان کے آقا و مولا سے متعلق تھا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو آپ مزار حضور صلعم تعمیر کرتے
مسجد نبوی کو رونق نہ دیتے اور نہ ہی یہ خواہش کرتے کہ وہ جو ابرو و روکنا ت
میں دفن کئے جائیں +

نفاق و شقاق بین المسلمین کے ذمہ رہائی

بجریوں نے اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کو اشتراک عمل کی ضرورت
تھی۔ انکے شیرازے کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور وہ لوگ جو انکے خواہ میں درحقیقت
مسلمانوں میں نفاق کی غمخیزی کر کے اسلام کو چشم زخم پہنچا رہے ہیں۔
اگر ان کے خیال میں مسلمانوں کا طرز عمل یا اولیاء اور صالحین سے امتداد
قلبی بے جا صورت اختیار کئے ہوئے ہے تو اسکے ازالہ کا واحد ذریعہ صرف
تبلیغ ہی ہو سکتا ہے کہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے حقیقت آشکار کر کے
انکی اصلاح کی جائے۔ لیکن انکا جاننا نہ طریقوں سے مقامات مقدسہ
کو تباہ کرنا یقیناً مسلمانوں کے لئے سومان روح ہے۔ محمد بن عبدالوہاب
کی تعلیم کا آغاز سنہ ۱۱۰۰ھ میں ہوا اور اسکی تعلیم کا مفاد صرف اسبقدر ہے
کہ صحابہ کرام کے بعد سے بیکرا س کے زمانہ تک کسی فرد واحد نے نہ تو اسلام
کو سمجھا اور نہ ہی اسکی تبلیغ کی۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسنے اسلام
کہاں سے سیکھا اگر وہابی اسے ملیم تصور کرتے ہیں اور ایک نئے دین کا
بانی اور جدید مذہب کا پیشوا تصور کرتے ہیں تو یہ اور بات ہے۔ لیکن اگر

اسکا اختصار قول رسول اور اسوہ حسنہ صحابہ پر تھا۔ تو انکی تقلید اس
پر فرض تھی۔ کیونکہ ان سے بہتر اسلام کے پیرو اور عالم آمد کوئی نہیں ہو سکتے
تاریخ بیانگ دھل گواہی دے رہی ہے کہ ان موقر ہستیوں نے جنہوں
چار دہائی عالم میں اسلام پھیلا یا۔ اور معلومہ دنیا میں نعرہ اللہ اکبر
بلند کیا۔ تہ جات یا مساجد کی توہین روا نہیں رکھی تو دنیا جوعجمہ
آٹھ دن کی پیدائش میں کیا حق رکھتے ہیں کہ انکی اصلاح میں کوشاں
ہوں۔ - بازی بازی بریش بابا ہم بازی +

قبہ کیا ہے قبہ ایک چھت کی قیم

یہ مکاں کا سر ہے دیوار ہیں جسم
بیت صدیقہ میں ہیں سرگدگین
پاس ہی گھر میں بناؤں کا مزار
تھی طرف سے ان کے تاکید اکید

(ق)

دفن کرنا نجم کو نزد مصطفیٰ
پس ہوئے دفن اس جگہ فاروق بھی
بہترین انبیاء و لبیباء
کون ہے علم و عمل میں بیشتر
ان کی مرضی سے بنے ان کے مزار

بعد از اذن جناب عایشہ
میں جہاں آسودہ صدیقی و نبی
قبہ کے اندر ہوئے رونق فرا
از رسول اللہ و بکر و عمر
حجۃ اقدس کے اندر آشکار

کس مسلمان کی ہے بعد انکے حال
شیخ نجدی ہی کے ہیں اتباع بد
مسجدوں اور مقبروں پر نظر
ان پر حملہ کرتے ہیں دیوانہ وار
دشمن تہذیب اسلامی ہیں یہ
اسے خدا سے کارساز و بے نیاز

فتح پائیں پھر بزرگوں کے عظام
پھر ساجد کا ہو قائم احترام
ابوالفضل

مبادایہ خموشی باعث افسوس آخرتہو

(از جناب الحق پھونڈوی)

عداوت جسکو اہل تشدد سے ذرا بھی
سعود ناخلف مٹ چکا غارت اسکا کر
مجاہد کفر کی پھیلا رہا ہے بجز طیبہ میں
لقد غازی کا اسکو کیوں نہ رہا ان بخت
عجب کیا ہے یہ کافر کفر کردار کو پہنچا ہے
خدا نے ہر قلبوں پر لگا دی ہے لعینوں کے
شیر شہر کی طرح ہو پامرد حریت
نصارے اسلئے شہرے ہے ہیں ان خبیثوں
خدا ناخو استہ طیبہ کی حرمت میں جو حق
نفل میں خلعت زر و زرب ہوا ہے مباح

خداوند اذیل خواہ ہو برباد و اتر ہو
رسول پاک کے صدقے میں یارب یہ ہم سر ہو
قیامت کیوں ہو برپا جہاں میں کیوں نہ ہو
مسلمانوں کے حق میں کج جس ملحد کا بھڑ ہو
خدا کا قہر نازل بخدیان خیر و سر ہو
انہیں حساس ہیں پاس ملت ہو تو کون ہو
نہ انظار کے کو دن کی طرح بھڑے کا چر ہو
نہ روغنہ ہونہ مجمع ساری نیا کیا ہاں پر ہو
مسلمانوں کا چہنا پھر تو مرجانے سے بدتر ہو
ترا نہ محمد بنیاد کا پھر کون نہ لب پر ہو

ہم ایسے رہنا اور ایسے لیڈر سے تو درگزر
ہو نہ برق و آتش خرمین امینہ بخت
خلافت نجدیوں کے قلب کی گنج گنج
یہ جتنے ہیں مریض علت صرع سعوت
ہوا تھا جو ثمود کا یارب مال بد

مسلمانوں کو غفلت آئے نہ کرنی چاہئے
مبادایہ خموشی باعث افسوس آخرتہو

حالت اسلام (مظالم ابن سعود)

طاقت میں کر بلا ہی کا منظر دکھایا
پہلے کہا کہ کہولہ و دروازہ ہے ان
کتے میں آکے سینکڑوں مکی سلاک
افسوس مسجد نبوی مولد النبی
حجرہ کا قبة مسجد جن - مسجد بلال
تو میں کر رہے ہیں مانتر کی اہل نجد
صدیق کی جگہ نہ جبل نور ہی بجا
جو تے ہیں کے پھرتے ہیں ورتے ہیں
استغنا پاک کرتے ہیں ناپاک اس جگہ
اور مقبروں میں کرتے ہیں نوح و بر بھی

بارہ سو حق خون کا دریا بہا دیا
پھر ان کو گولیوں سے سیل کدم اڑا دیا
شرب میں جا کے فتنہ محشر جگا دیا
ادرقبہ آمنہ و خدیجہ کا ڈھسا دیا
سب توڑ ڈالے خاک میں سیکو ملا دیا
نام و نشان بزرگوں کا اپنے مٹا دیا
دونوں کی گنبدوں کو زمیں پر گرا دیا
گر جا..... نے حرم کو بنا دیا
زمزم کر.....

چاروں طرف محاصرہ فوجی بٹھا دیا
گنبد بھی روضہ بنوئی کا ہلا دیا
بیچارے سیدوں کے گھر وں کو جلا دیا

مکے سے پھر مدینے میں ظالم ہو چکے
کی ایسی گولہ بازی مدینے شریف میں
ہو ایس عورتیں ہوئی بچے ہوئے یتیم

دنیا میں اک دہائی مسلمان ہیں آجکل
سب کافر اور مشرک و شیطان ہیں آجکل

عقاید اہل نجد

منکر ہیں جور و سوا
بے پیر ہیں جو نام سے جسے ہیں پیر کے
عارف کے معتقد ہیں نہ روشن ضمیر کے
ہمدرد بے نوا کے نہ ہدم فقیر کے
سننے نہیں ہیں نالے اسیر و یتیم کے
بندوبست کی ہیں گولیاں پیکان چر کے
ہاں کلمہ گو اگر ہیں تو نجد ہی امیر کے
قائل نہیں کسی بھی صغیر و کبیر کے
ایسے خیال ہو گئے قوم شریر کے
دیکھے کوئی خیشوں کے سینے کو چر کے
کرتے ہیں کام شہر اور ابن نیر کے
یہ مرتد نہیں ہیں انیس و دہر کے
دونوں میں گزشتہیں منکر و کبیر کے

مردود ہیں وہ درگہ رب قدیر کے
ابدال و قطب عرش کی کیا ہیں گنہگار
کامل کا اعتقاد نہ عالم کا اعتما
نند و نیاز و خاتجہ بدعت ہے شرک کا
جوش و تابیت میں ہیں بدست استفاد
توپوں کے فیر لفرہ تکبیر ہو گئے
پڑھتے نہیں کلمہ رسول کریم کا
کیا جانے کس خیال کے انسان نجد
دنیا میں ہم سے اچھا مسلمان نہیں کوئی
ظاہر سفید چہرہ ہیں باطن میں دل سیا
کم نجات پھر حجاب اسلام سننے نہیں
اچے لوگو! انوسے میت اسلام سنو
مسکین کا ہونا لہ کہ مظلوم کی ہوا

کہتے کو حنبلی ہیں اور اہل حدیث ہیں
کہہ رہی ہے کہ پکے خبیث ہیں